قاسم فیضان قاسم غواص بحر علوم
فیض یاب فیض عالم حضرت مولائے روم

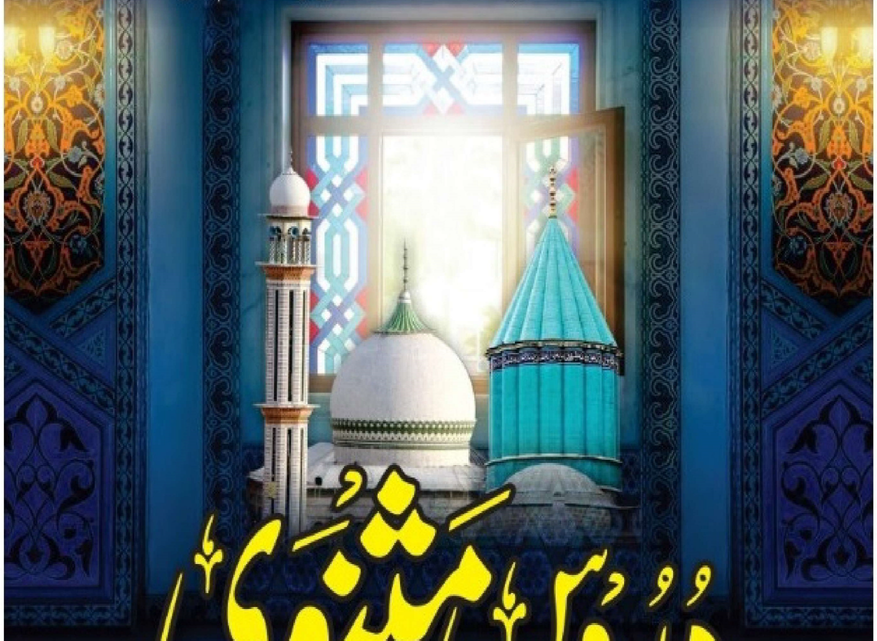

دروسِ مثنوی

شارح مثنوی

آفتاب علم و حکمت غواص بحر معرفت رومی دوراں نقیب اولیاء

حضور شیخ العالم حضرت الحاج سیدنا خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی نقشبندی قادری چشتی

حسب اجازت

خوشبوئے حضور شیخ العالم حضرت الحاج

خواجہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف (چانسلر محی الدین اسلامک یونیورسٹی)

تالیف

صاحبزادہ خلیفہ محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حمد باری تعالیٰ	
۲	پھر زیارت کا کتنا سُرور آئے گا	
۳	منقبت بارگاہِ مولائے رومؒ	
۴	منقبت بحضور شیخ العالمؒ	
۵	دروسِ مثنوی	
۶	شیخ العالمؒ مرشدی قاسمِ فیضان حق	
۷	سیدنا علاؤالدینؒ نقیب اولیاء کے واسطے	
۸	یہ سلسلہ کرم قیامت تک جاری رہے گا	
۹	تعارف مولائے رومؒ	
۱۰	یہ حقیقت ہے	
۱۱	تذکرہ حضور شیخ العالمؒ	
۱۲	دورِ طالب علمی	
۱۳	مردِ میداں میدان عمل میں	
۱۴	آفتاب و ماہتاب حرمین طیبین میں	
۱۵	آقایانِ نعمت کے حضور حاضری	
۱۶	بارگاہ اہل بیت اطہار علیہم السلام سے خاص نوازشات	
۱۷	بدعقیدگی کے رَد کرنے پر عنایت خاص	

۱۸	برطانیہ کا سفر	
۱۹	نور ٹی وی کا اعلان کر دیا	
۲۰	عنایات مولنا رومؒ	
۲۱	حضور شیخ العالمؒ کی فیض رسانیاں	
۲۲	ملّت اسلامیہ کا بے باک مجاہد	
۲۳	تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے جرات مندانہ و قائدانہ کردار	
۲۴	عقائد اہل سنت کی ترجمانی	
۲۵	خانقاہی نظام میں قبلہ نمائی	
۲۶	مرشد کریمؒ کی معیّت میں دربارِ رسول ﷺ کی حاضری	
۲۷	مدینہ شریف روانگی	
۲۸	بارگاہِ صدیق اکبرؓ سے سلام و پیغام	
۲۹	مدنی فضاؤں میں عظیم الشان جشن میلاد النبی ﷺ	
۳۰	خاکسار پہ کرم نوازی	
۳۱	مرشد سب پہ ہی مہرباں	
۳۲	برادرانِ طریقت و شریعت!	
۳۳	عالم بیداری میں حضرت میاں بخشؒ کی زیارت	
۳۴	وصال پر ملال	
۳۵	میں قربان اُنھاں تھیں باھوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھو	
۳۶	مسند نشین و سجادہ نشین	

۳۷	یہ بھی حقیقت ہے	
۳۸	دعائیہ کلام	
۳۹	دفتر اوّل	
۴۰	نشست اوّل	
۴۱	تعارف جلال الدین رومیؒ	
۴۲	شمس الدین تبریزؒ سے ملاقات	
۴۳	دفتر اوّل	
۴۴	نشست دوم	
۴۵	دفتر اوّل	
۴۶	نشست سوم	
۴۷	دفتر اوّل	
۴۸	نشست چہارم	
۴۹	دفتر اوّل	
۵۰	نشست پنجم	
۵۱	دفتر اول	
۵۲	درس ششم	
۵۳	دفتر اوّل	
۵۴	درس ہفتم	
۵۵	دفتر اوّل	

	درس ہشتم	۵۶
	نور بوجہ سرور	۵۷
	دفتر اوّل	۵۸
	درس نہم	۵۹
	دفتر اوّل	۶۰
	درس دہم	۶۱
	دعائے مرشد کریمؒ	۲
	ختم خواجگان شریف	۶۳
	شجرہ طیبہ نقشبندیہ صدیقیہ	۶۴
	شجرہ طیبہ چشتیہ صدیقیہ مبارکہ	۶۵
	شجرہ طیبہ قادریہ صدیقیہ مبارکہ	۶۶
	کچھ مؤلف کے بارے میں	۶۷
	بحیثیت مصنف	۶۸
	بحیثیت شاعر	۶۹
	بحیثیت خطیب	۷۰
	بحیثیت چیئرمین SEC	۷۱

دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: دُروسِ مثنوی

مؤلف: خلیفہ محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی

ترتیب وتدوین محمد خلیق عامر

نظر ثانی محمد حامد الازہری

زیر اہتمام: صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

ڈیزائننگ: محمد یامین مصطفوی

باراوّل: اپریل 2021ء

قیمت:

............رابطہ............

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس، مدینہ نگر پلاہیر ایبٹ آباد

دربار نقشبندیہ پٹن خورد ایبٹ آباد

موبائل: 0300-9112950, 0300-4107096

اظہارِ تشکّر

نحمده ونصلّی ونسلّم علیٰ رسوله الکریم ﷺ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم.

اسلامی تاریخ کے اوراق اور زمینی وسعتوں میں پھیلے ہوئے حقائق بول بول کر اور کھول کھول کر اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہے ہیں کہ آج دنیا کے طول وعرض میں جو کروڑوں مسلمان موجود ہیں اور دین اسلام جو سب سے زیادہ پھیلنے اور قبول کیے جانے والے دین کی حیثیت سے اپنی فتوحات روحانیہ جاری رکھے ہوئے ہے اور ہر سو فضائیں جو توحید و رسالت کے دلنواز نغمات سے گونج رہی ہیں اس کے پس منظر میں پاکانِ امت صوفیائے کرامؒ کی بے لوث، مخلصانہ مساعی جمیلہ کارفرما رہیں جنھوں نے نہایت عزم و استقامت اور اخلاص ومحبت سے اپنے اپنے وقتوں اور اپنے اپنے علاقوں میں بفضلہٖ تعالیٰ جاری رکھیں۔ پھر بڑی ہی جرات اور دلیری سے ہر قسم کی قربانی دیتے ہوئے ان باطل طاغوتی طاقتوں اور سازشوں کا مقابلہ کیا۔ کیا مجال کہ کسی مرحلہ پر ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے پایہ ثبات میں کسی قسم کی لغزش آئی ہو۔

ما شاء اللہ! زمانہ گواہ ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا، خوشنودی اور قرب و چاہت میں یہ سفیرانِ اسلام عبادت و ریاضت، مجاہدہ و مشاہدہ کی چادر اوڑھے انسانیت کی فلاح و اصلاح میں ہمہ وقت مصروف ومشغول رہے۔ یہی وہ مردانِ حق خود آ گاہ ہیں جو اعلیٰ اخلاق کے حامل، گفتار و کردار کے غازی، شریعت وطریقت کے رہبر، عالمانہ وقار اور صوفیانہ انداز سے اپنے ارشادات و بیانات نظم ونثر کی صورت میں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے شب و روز کے معمولات سے تصوّف کے خدوخال سیرت و کردار میں اجاگر کرتے رہے جو کہ اسلام کی روح ہیں۔ یوں لوگوں کے قلب و روح کی تطہیر وتسکین کا اہتمام کرنے کی وجہ سے عوام الناس انہیں حقیقی رہبر و رہنما تصور کرتے ہیں اور یہی حقیقت ہے۔

جو دلوں کو فتح کر لے وہ فاتح زمانہ

ان انعام یافتہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں مطابقت اور صراط مستقیم پہ متابعت قرآن وحدیث کی تائید کے بعد کائنات کی سب سے بڑی سچائی کی علامت ہے۔

صاحبانِ دین و دانش! آپ جانتے ہیں کہ جماعت اولیائے کاملینؒ میں بعض وہ چنیدہ شخصیات بھی موجود ہیں جنہیں ربِ علیم وکریم نے بے پناہ ایسی صلاحیتیں ودیعت کیں جن کی بدولت انہوں نے اپنی ظاہری

حیات میں علم و حکمت، دین و دانش اور بحرِ عرفاں میں غوّاصی کر کے ایسے لازوال اسرار و رموز کے موتی تلاش کر کے مخلوق کے حوالے کیے جن کی چمک دمک میں صدیوں سے کوئی کمی نہیں آئی۔ متلاشیان راہِ حق اُن سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے کیونکہ قدرت خداوندی نے اپنے محبوب عشّاق کے نام کے ساتھ اُن کے کام کو بھی محفوظ و بلند رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے اقوال و احوال کا فیضان زمانہ و علاقہ کی حدود و قیود سے ماوراء ہو کر امر ہو گیا ہے۔ تعلیمات و خدمات کا تذکرہ دائمی ہو گیا ہے۔

اُنہی معتمد و مستند شخصیات میں سے ایک نام دانائے راز، رازدارِ حقیقت، فیض العالم مولائے روم حضرت محمد جلال الدین رومیؒ کا ہے جنہیں مثنوی معنوی نے حیات جاوداں عطا کر رکھی ہے۔ مختلف زبانوں میں جس کے تراجم و شروح ہونے کی وجہ سے بلا تفریق زمانہ و علاقہ، مذہب و مسلک لوگ اس کے ذریعے راہِ ہدایت پہ گامزن ہو رہے ہیں اور قرب وحضور کے لیے رہنمائی لے رہے ہیں۔ آپؒ نے اسی کلام میں یہ بشارت بھی سنا رکھی ہے کہ ایک بندۂ خدا آئے گا جو اس کلام کے اسرار و رموز کو بیان کرے گا۔

یقیناً اس صدی میں اُس بشارت کے مصداق سجادہ نشین حضور غوث الامت، غوّاص بحر معرفت حضور شیخ العالم خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقیؒ ہیں جنہیں عالم رؤیا میں مولائے رومؒ نے درس مثنوی ارشاد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ پھر اک زمانہ اس کا معترف ہے کہ کس طرح حضور شیخ العالمؒ دروس مثنوی میں کلام مولاناؒ کے اسرار و رموز بڑے آسان اور عام فہم الفاظ و انداز میں جملوں کے پیالوں میں ڈال کر عوام الناس کے قلوب و اذہان تک پہنچانے کا اہتمام فرماتے رہے اور پژمردہ روحوں کی تسکین کا ساماں کرتے رہے۔

موجودہ دور سوشل میڈیا کا دور ہے، تھوڑے ہی عرصہ میں کروڑوں انسان آپؒ کے دروس سے فیضیاب رہتے ہوئے اپنے ظاہر و باطن کو سنوارنے میں مشغول ہوئے۔ گھر گھر جامِ محبت پینے کی تدبیر ہونے لگی۔ اپنے روٹھے ہوئے مالک کو راضی کرنے کے اہتمام ہونے لگے اور صوفیانہ طرزِ زندگی بحال ہونے لگی۔ اس کے علاوہ آپؒ خانقاہی نظام میں ایک سجادہ نشین کی حیثیت میں خدمت دین و خدمت خلق کے وہ کارہائے نمایاں بجا لائے جو رہتی دنیا کے لیے قبلہ نمائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ زندگی بھر دعوت و ارشاد کے سلسلے میں خطبات، ہمہ وقت محافل ذکر میں تلقین و ترغیب، قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صوفیانہ و عالمانہ فکر و نظر کے ساتھ ساتھ دیگر بیش بہا مسائل و مراحل کی عقدہ کشائی فرمائی۔ المختصر یہ جو آپؒ کی تمام علم و آگہی، رشد و ہدایت اور رموزِ معرفت و حقیقت کا عظیم خزانہ ہے جسے تحریری صورت میں عوام الناس کی فکری آبیاری کے لیے پیش کرنا از حد ضروری ہے، چنانچہ اسی ضرورت کے پیش نظر ان دروس کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی ایک کوشش کی گئی۔

اہل محبت قابل قدر علماء و فضلاء سے گزارش ہے کہ اس روحانی مشن میں اپنی خدمات پیش فرمائیں تاکہ آنے والے لوگ آپؒ کے حالات زندگی، خدمات، واقعات، کرامات اور مشقت بھرے معمولات سے بخوبی

آ گاہ ہوسکیں۔ بالخصوص وہ نوجوان نسل جو یورپ میں پروان چڑھ رہی ہے ان کے لیے متداول زبانوں میں تراجم کر کے ان دروس کو پہنچایا جائے تا کہ دنیا کے سامنے مقام حضور شیخ العالمؒ اور خدمات و کرامات حضور شیخ العالمؒ نکھر کے سامنے آئیں اور یہ بات عیاں ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ کی حضوری اپنے اس بندۂ خاص کو کس قدر علمی وجاہت کی شکل میں عطا فرما رکھی تھی اور ملّت اسلامیہ کے اس عظیم محسن اور عظیم روحانی پیشوا کو کس قدر شانیں ودیعت کر رکھی تھیں۔ اس لیے اس صاحب عزیمت مردِ میدان، خوش خصال و خوش ادا مرشد کامل کے اقوال و احوال اور بیان کردہ دروس مثنوی ہمارے لیے اور ہماری آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول گرامی ﷺ کی محبت و اطاعت میں زندگی گزارنے کا جذبہ زندہ بھی ہوگا اور پائندہ بھی ہوگا۔

حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں ''اگر تم نفس کی نگرانی چاہتے ہو تو مجاہدہ کرنے والے مردوں اور عورتوں کے حالات کا مطالعہ کرو تا کہ طبیعت راغب ہو اور عمل کا جذبہ بھی پیدا ہو۔،، اس کے علاوہ صالحین امت کی سیرت و کردار سے آگاہ ہونے اور رہنے سے یہ پتہ چلتا رہتا ہے کہ ہم عمل و عقیدہ کے لحاظ سے اُن بزرگانِ دین سے کتنے دور ہیں اس لیے بے نور ہیں۔

ذی وقار برادرانِ طریقت! میں اپنی کم علمی اور کم مائگی کا اعتراف کرتا ہوں کہ کسی بھی لحاظ سے اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا بس جذبہ حسن عقیدت اور نسبت کے پیش نظر چاہتا ہوں کہ اُن محبوبان الٰہیہ کے حضور کچھ ایسا رشتہ غلامی قائم ہو جائے جو دنیا و آخرت میں کام آئے کہ یہاں کی طرح وہاں بھی دامانِ کرم نصیب رہے۔ اس لیے ان دو بندگانِ خاص بارگاہِ خدا تعالیٰ و بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے احوال و اقوال کے ساتھ ساتھ دروس مثنوی کے لیے نوک قلم کو جسارت دی کہ وہ اپنی بساط بھر کوشش کے مطابق ہمت کرے اور اپنے ٹوٹے پھوٹے حروف و الفاظ کو محبت کا رنگ دے کر پھول اور پھر گلدستہ کی صورت میں ان مقتداء و پیشوا صاحبانِ علم و فضل وُجودوں کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے۔

گر قبول افتد زھے عز و شرف۔

رومئ کشمیر، عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخشؒ اس حقیقت کو خوب بیان کرتے ہیں:

وؤہٹی نویں کتاب میری نوں، جوبن بخش سنگھاریں
پاک نظر دے ویکھن والے ندی عشق دی تاریں
نعمت اپنی وی کُجھ مینوں بخش شناساں پاواں
ہمت دے دِلے نُوں، تیرا شکر بجا لیاواں

مثنویوں ایہ معنے لبھن جے کوئی سمجھے بھالے

اوس حکایت وچوں، جتھے پیٹوں ناگ نکالے

سب سے پہلے اللہ مالک الملک رب کریم و رحیم کی ذات ہی حقیقی شکر کی مستحق ہے جس نے خاص کرم کرتے ہوئے ایمان کے بعد عظیم الشان نسبت روحانی عطا کر کے کوتاہیوں کے باوجود سعادتوں کا سفر نصیب کیا۔ بے حد و بے شمار درود و سلام حضور تاجدار ختم نبوت محبوب دو جہاں علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات بابرکات پر جو قاسم جنت و کوثر کی حیثیت سے ہمہ وقت خیر کثیر عطا کر کے بے نواؤں پر اپنی عنایتوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور ہزار ہا شکرانے اور عقیدت و محبت کے نذرانے آقایانِ نعمت کے حضور جن کی لجپالی بے مثالی نے اپنے در کے گمّی (غلام) کی کمیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے نالائقیوں پر پردے ڈال کر ہمیشہ اس کا بھرم رکھتے ہیں۔

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت علامہ خواجہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی الازہری زید مجدہ جن کے وجود باجود سے مرشدی فیضان و خوشبو اہل محبت و نسبت کو نصیب ہو رہی ہے نے ایک خواب کی تعبیر میں تعمیل ارشاد کی پیروی کا حکم صادر فرمایا اور پھر تحریر و تدوین، تخریج و طباعت کے ہر مرحلے پر آپ کی راہنمائی و مشاورت شامل حال رہی۔ اللہ کریم آپ کے ذریعے جو مرشدی مشن کی بہاریں قائم ہوئی ہیں وہ سلامت رہیں اور ملت اسلامیہ کے ذی وقار علمائے ربانیین جنھوں نے تقریضات کی صورت میں اپنی تائیدات اور دعاؤں کے ذریعے جو حوصلہ افزائی فرمائی ہے اللہ رب العزت اُن کے علمی آفتاب کو ہمیشہ مائل بہ عروج رکھے۔ آمین

اس کے ساتھ ساتھ جملہ محبین و مخلصین جنھوں نے دروس مثنوی کی تدوین و ترتیب، تحریر و تخریج اور اشاعت و طباعت میں دامے درمے قلمے سخنے کسی بھی لحاظ سے تعاون فرمایا میں اپنی اور صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے جملہ احباب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دُعا گو ہوں کہ رب ذوالجلال ان تمام صاحبان ذی شان کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین ﷺ۔

خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی

تقریظ

خوشبوئے حضور شیخ العالمؒ حضرت پیر ڈاکٹر سلطان العارفین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
(سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر)

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے سوزِ صدیقی کے حامل مولانا جلال الدین رومیؒ ساتویں صدی ہجری کی وہ روحانی شخصیت ہیں جنہوں نے تصوف اور روحانیت کی اُن قدروں کو اجاگر کیا جو مستور و محجوب تھیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ علوم و معارف مصطفیٰ ﷺ کا مرکز تھے۔ مولانا رومؒ نے اپنے جدِّ اعلیٰ سیدنا صدیق اکبرؓ سے حصول علم و عرفاں کے بعد اسے بذریعہ قال و حال امت مصطفویہ ﷺ میں پہلوی زبان میں منتقل کرنے کا اعزاز پایا۔ مثنوی مولانا روم درحقیقت مصطفوی علوم و معارف کا خزینہ ہے جس سے حضرت مولاناؒ نے کمال مہارت کے ساتھ امت مسلمہ کی روحانی بالیدگی کا اہتمام فرمایا اور تمام اسرار و رموزِ تصوف کو منکشف کیا۔

آٹھ صدیاں بیت گئیں ہر دور کے علماء و مشائخ نے اپنے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق مثنوی شریف کو اپنے اپنے انداز میں تشریح و وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور ہر دور کے تقاضوں کے عین مطابق اس سے فیض حاصل کیا۔ موجودہ صدی میں جبکہ مثنوی شریف گلدستہ طاقِ نسیاں بنتی جا رہی تھی بلکہ متروک و موہوم ہو چکی تھی جبکہ پہلے اسے مدارس میں سبقاً پڑھایا جاتا رہا۔ تو ایسے میں غوث الامت خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ کے لختِ جگر اور اقبال کے مردِ کوہستانی

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

کے مصداق مقبول عرب و عجم، ناموس رسالت ﷺ کے پہریدار، عظمت صحابہ و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علمبردار، امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے عملی جدوجہد کرنے والے، تعلیمی و روحانی انقلاب کے نقیب، مردِ حق آگاہ حضرت شیخ العالم خواجہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقیؒ نے اس دور کے تقاضوں کے عین مطابق دروس ہائے مثنوی کا آغاز کیا تو اس کو آیات قرآنی، احادیث طیبہ اور اقوال بزرگان دین سے ایسا مزین کیا کہ یہ سالکانِ راہِ وفا کی ضرورت بنتا چلا گیا۔

سیدی حضور شیخ العالمؒ کے دروس ہائے مثنوی علم و عرفان کا بحر بیکراں ہوتے چونکہ آپؒ خود بھی سلسلہ طریقت میں نسبت صدیقی کے حامل تھے گویا سیدنا صدیق اکبرؓ نے اِدھر بھی نوازشات میں کمی نہیں کی۔ یہ دروس جہاں حضور شیخ العالمؒ کے علم و عرفاں کے عکاس ہیں وہاں یہ آپؒ کی زمانہ طالب علمی سے لے کر زندگی کی آخرِ شام تک جہد مسلسل کا نچوڑ بھی ہیں۔

آپؒ نے ادب و محبت اور عشق رسول ﷺ کے بیان کے لیے مثنوی کو اختیار فرمایا اور مثنوی قرآن و حدیث کا نچوڑ ہے۔ آپؒ نے کسی پہ تنقید کیے بغیر اپنے حسن بیان سے مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کو عیاں کیا اور اس مسلک پر کاربند رہنے کے لیے مضبوط حکمتوں کا مظاہرہ فرمایا۔ لوگوں کو عشق و محبت کی بنیادیں فراہم کیں۔ پھر عمل کی دعوت دی۔ عقل کو چراغِ راہ کے طور پر تو پیش کیا لیکن اسے منزل قرار دینے سے باز رکھا۔ آپؒ نے امت مسلمہ کی علمی پستی، روحانی ابتری، معاشی زبوں حالی، اخلاقی گراوٹ اور سیاسی پراگندگی کا نہ صرف تذکرہ فرمایا بلکہ اس کا حل بھی پیش فرمایا۔

زیرِ نظر ''دروسِ مثنوی،، ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک ذمہ دار عالم دین نیریاں شریف کے فیض یافتہ حضور سیدی شیخ العالمؒ کے منظورِ نظر حضرت علامہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی حفظہ اللہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے سیدی شیخ العالمؒ کے چند دروس ہائے مثنوی کو بمع تشریح امت مسلمہ کے لیے پیش کیا۔ علامہ خلیفہ ہزاروی صاحب بڑی محنت سے دینی امور کی انجام دہی میں مگن ہیں۔ آپ نے صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے نام سے ایک مشن کا آغاز کیا جس کے ذریعے معاشرے میں صوفیانہ طرزِ اخلاص پر علم کی خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ ادارہ جات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہاں تعلیمی اور خیراتی کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہے۔

علاوہ ازیں علامہ صاحب کو اللہ رب العزت نے ذوقِ شاعری سے بھی نوازا ہے لیکن کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی اس خداداد صلاحیت کو حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول ﷺ، منقبت ہائے صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان و بزرگان اور بالخصوص اپنے شیخ گرامی حضور شیخ العالمؒ کے لیے وقف رکھا۔ آپ کے بہت سارے کلام مقبول عام ہو چکے ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں ہم حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحبؒ کے زیر تربیت اکٹھے رہے ہیں اور اُس دور کی بھی بہت ساری یادیں محفوظ ہیں۔

مجھے کتاب ہذا کے کافی سارے مقامات دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے اس کو افادۂ عام کے لیے بہت مفید پایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا کی اس کوشش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

تقریظ

خانوادۂ پیرانِ پیر حضرت علاّمہ پیر سیّد اسد علی شاہ صاحب گیلانی قادری دامت برکاتہم

برطانیہ کے شہر Hemel Hempstead میں قیام کے دوران سیّدی حضرت قبلہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحبؒ سے ملاقات و محبت کا خوبصورت سلسلہ شروع ہوا۔ قبلہ پیر صاحبؒ کی محافل انتہائی سادہ مگر ہمیشہ پُروقار اور پُرنور ہوا کرتی تھیں۔ ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق دامن بھر کے جاتا۔ سیّدی قبلہ پیر صاحبؒ کی محافل میں سادات اطہار، علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جمِّ غفیر ہوتا۔ یہیں پہلی مرتبہ حضرت علاّمہ صاحبزادہ خلیفہ محمد نواز ہزاروی صاحب سے تعارف ہوا اور تعلق کی ابتدا ہوئی۔

آپ اپنے مخصوص انداز میں بصورتِ نظم و نثر محبتوں کے نذرانے پیش فرماتے تو محافل میں اک عجب کیفیت پیدا ہو جاتی۔ سرو قامت، چوڑا سینہ، کشادہ پیشانی، پُرنور چہرہ اور روح و دل کو مسحور کرتی آواز میں جب مخصوص منقبت پڑھتے تو مجمع بیخود ہونے لگتا۔ آنکھیں وضو کرتیں اور دل روشن ہو جاتے۔ آپ کی جو ادا سب کو بہت پسند آتی وہ یہ کہ علاّمہ ہزاروی صاحب اپنے شیخ کی بارگاہ میں آنے والے مہمانانِ گرامی خصوصاً سادات کرام، علماء و مشائخ عظام کے استقبال و خدمت میں ہمہ وقت موجود و مصروف رہتے۔

عجب اتفاق ہے قریباً عشرے بعد میں نے آپ کے شہر پیٹربرو مستقل سکونت کی نیت کی تو آپ نے سینے سے لگایا۔ ہر ہر قدم پہ رہنمائی فرمائی، حوصلہ افزائی فرمائی۔ اپنی شفقتوں اور محبتوں سے نوازتے کہ میں دل ہی دل میں شرمسار رہتا۔ اللہ کریم نے آپ سے عظیم دینی و تبلیغی خدمات لی ہیں اور بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ پیٹربرو کی عظیم الشّان و عالی شان مسجد فیضانِ مدینہ کی تعمیر آپ اور آپ کے رفقائے کار کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ گزشتہ ۲۰ سال سے اس شہر اور مسجد میں سچے عقیدے پہ پہرہ دے رہے ہیں۔

علاّمہ خلیفہ محمد نواز ہزاروی صاحب ایک متبحّر عالم دین ہیں اور علم و عرفان کی دنیا میں بایں وجہ ایک خاص و منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے منقولات و معقولات کے لیے حضور ضیاء الامتؒ کی بارگاہ میں زانوئے تلمّذ طے فرما کے خاص کمال حاصل کیا اور روحانی تربیت و تزکیہ کے لیے جناب حضور قبلہ پیر صاحبؒ نے سامنے بٹھا کر نگاہوں سے آپ کو وہ نیروی فیض عطا فرمایا کہ منظورِ نظر خلفاء میں آپ کا شمار ہوا۔

علاّمہ ہزاروی صاحب کا قلم بہت با برکت ہے۔ زیرِ نظر کتاب دُروسِ مثنوی آپ کی ایک شاہکار علمی خدمت ہے۔ اس کتاب کی افادیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ ابتدا میں سیّدی حضور قبلہ پیر صاحبؒ کی حیات و

خدمات کے حوالے سے تفصیلی مواد موجود ہے جس میں وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ خلیفہ صاحب حضور پیر صاحبؒ کے سفر و حضر کے ساتھی اور رازدارِ خلوت و جلوت ہیں۔ بایں وجہ از حد ضروری تھا کہ یادداشتوں کو صفحۂ قرطاس پہ منتقل کیا جائے۔ آپ نے اپنے شیخ طریقتؒ سے حقِ محبت ادا فرما دیا ہے۔

حضور شیخ العالمؒ نے جو دُروسِ مثنوی ارشاد فرمائے اور بذریعہ نور ٹی وی دنیا بھر میں جس محبت اور قبولیت سے دیکھے گئے یہ ہمارے دور کا ایک روحانی انقلاب ہے۔ علاّمہ محمد نواز ہزاروی صاحب نے کمال محنت سے ان ۱۰ دُروسِ مثنوی کو مرتب فرما دیا ہے تاکہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے اس دور میں بھی قاری کا رشتہ کتاب سے کمزور نہ ہو۔ اہل محبت و عرفان کے لیے یہ کتاب ایک علمی اور روحانی تحفہ ہے کہ جس کی ہر ہر سطر اور ایک ایک لفظ عشق و محبت سے بھرپور ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی متعدد تصنیفات زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پہ آ چکیں۔ خصوصاً آپ کا نعتیہ کلام عشق و محبت سے بھرپور ہے۔ آستانہ عالیہ نیریاں شریف سے نسبت و حضور سیّدی قبلہ پیر صاحبؒ سے خلافت و اجازت کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اسی صدیقی فیض سے مسلم و غیر مسلم سب روحانی بیماریوں سے نجات اور شفاء سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ یقیناً آپ کا وجود مسلمانانِ برطانیہ کے لیے باعث برکت اور وجہ سکینہ ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے فیض کو عام فرمائیں اور آپ کی کتب ہر گھر میں علم کا نور تقسیم فرمائیں۔

آمین

تقریظ

پیر سیّد لیاقت علی انجم دامت برکاتہم العالیہ
سابق مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن آزاد کشمیر

۲۷ فروری یوم تجدید کا دن، وہ دن جس دن میرے دو شیر جوانوں نے ہندوستان کی مودی حکومت کے دو طیارے مار گرائے اور ایک پائلٹ ابینندن کو گرفتار کیا۔ مسلمان ہونے کے ناطے دنیا کو امن کا پیغام دینے کی خاطر پاکستان کی حکومت نے انڈین پائلٹ ابینندن کو رہا بھی کیا۔ اسی دن نیٹ پر علاّمہ محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی صاحب کی کتاب دُروسِ مثنوی مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ کتاب ہذا ۲۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

بہت کم لوگوں کے بارے میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اُن کی زندگیاں ہمیں نہ صرف دنیا سنوارنے اور زندگی کو خوبصورت اور آسان بنانے کے لیے عملی نمونہ فراہم کرتی ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت اور اُس کے پیارے حبیب ﷺ کی قربت کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ ان ہی بندگانِ خدا میں سے ایک ہستی حضور شیخ العالم پیر علاؤالدین صدیقی غزنویؒ ہیں جو کہ روشن چراغ کی مانند ہیں۔ جو لوگ بھی اُن کے قریب رہے یا اُن کی خلافت کے زیرِ سایہ رہے، اُن کی تربیت میں رہے وہ حضور شیخ العالمؒ کے رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔ مریدین کی نشست و برخاست اور لباس حتیٰ کہ آواز میں بھی پیر کاملؒ کا فیض نظر آتا ہے۔ علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کی اس تصنیف سے بھی حضرت پیر صاحبؒ کا فیض عیاں ہے۔

حضور شیخ العالمؒ کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ اس کتاب میں محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنف موصوف نے کمال مہارت سے ایک ایک حرف نہیں بلکہ موتی جڑے ہیں۔ منفرد شاہکار دُروسِ مثنوی دیکھ کر اور مطالعہ کر کے بے حد مسرّت ہوئی۔ راقم اس کتاب کا جائزہ لیتے ہوئے مصنف موصوف کی دقیق کاوش دیکھ کر انتہائی متاثر ہوا جو قرآنی حوالہ جات، احادیث نبوی ﷺ، بزرگوں کے اقوال و مثالیں، حضور قبلہ عالمؒ کے اقوال و فرمودات، مولانا رومؒ اور جامیؒ کے حوالہ جات، حمدیہ اور نعتیہ اشعار اور شجرہ شریف کو ان کے مضامین کے مطابق بحسن و خوبی اس طرح ترتیب دیا گیا جس سے عام و خاص قاری یکساں مستفیض ہو سکے گا۔

راقم کے مطابق یہ تصنیف ایک دانشمندانہ قدم ہے جس میں تحصیل علم کا شوق، تدبر و تفکر، اکتشاف جہاں، جستجو اور فہم حقیقت کا داعیہ ہے۔ جس میں اسرار و رُموز کی پردہ کشائی ہے۔ مصنف موصوف اس عظیم الشان کام پر تحسین کے مستحق ہیں بلکہ راقم یہ سمجھتا ہے کہ یہ تالیف اشاعت اسلام کے لیے ورثہ اور منفرد اضافہ شمار ہو گا۔

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کو اپنی مزید رحمتوں سے نوازے اور اپنے مرشد کریم کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

تقریظ

مفتی اہل سنّت حضرت علاّمہ اختر محمود علوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
حال مقیم پیٹر برو انگلینڈ

خطیب اہل سنّت، مبلّغ اسلام حضرت علاّمہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی ایک صاحبِ طرز ادیب، شعلہ بیاں مقرر، خوش فکر شاعر اور کامیاب مصنّف ہیں۔ اس سے پہلے آپ چند اہم کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ اب آپ نبّاض ملّت، آفتاب علم و حکمت حضور شیخ العالم حضرت علاّمہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ۱۰ (دس) دروسِ مثنوی کو تحریری صورت میں قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ جب حضور شیخ العالمؒ بنفس نفیس دروس مثنوی ارشاد فرما رہے ہوتے تھے تو سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھ جاتے تھے اور آپؒ کا درس اُن کے دلوں پر تاحیات نقش ہو جاتا تھا۔

علاّمہ ہزاروی صاحب نے ان دروس کو بڑے عمدہ انداز میں صفحہ قرطاس کی زینت بنایا، جنھیں پڑھ کر قارئین کو اتنا اندازہ ہو جائے گا کہ جب حضور شیخ العالمؒ کا درس تحریری صورت میں اتنا اثر انگیز ہے تو پھر آپؒ کے اپنے زبانی درس کا عالم کیا ہوگا۔ ان دروس میں اتنی جاذبیت ہے کہ میں نے جستہ جستہ پڑھنے کی کوشش کی تو کامیاب نہ ہو سکا جب تک کہ ان دروس کا ایک ایک حرف پڑھ نہ ڈالا مجھے چین نہ آیا۔ الفاظ کا ایک سیلِ رواں ہے جو قاری کو ساتھ بہائے لیے جاتا ہے اور معانی کا ایک بحرِ بیکراں ہے کہ جس میں ڈوب کر ابھرنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔

ہر جملے میں شیرینی اور مٹھاس گھلی ہوئی، ہر فقرے میں نمکینی و حلاوت رَچی ہوئی غرضیکہ جو کچھ ہے حسین ہے جمیل ہے۔ مولائے رومؒ کے کلام کی تاثیر ہے، حضور شیخ العالمؒ کی قادر الکلامی کی دلیل ہے اور حضرت علاّمہ محمد نواز صدیقی کی تحریر کی قبولیت کی نوید ہے۔

علاّمہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب نے دروس مثنوی سے پہلے مولائے رومؒ اور حضور شیخ العالمؒ کی حیات و خدمات پر جس محبت، لگن اور دلسوزی کے ساتھ مواد جمع کر کے اُس کی ترتیب و تدوین کی ہے وہ یقیناً تحسین و آفرین سے بے نیاز ہے اور حضور شیخ العالمؒ جیسی ہستی کا تعارف اور سوانح حیات کو آئندہ نسلوں تک پہنچانا آپؒ کے مریدین و خلفاء پر ایک طرح کا قرض تھا جسے بہت پہلے اتار دینا چاہیے تھا مگر کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ کے تحت اس خدمت گزاری کا قرعہ علاّمہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کے نام نکلا۔ انہوں نے قلیل مدّت

میں حضور شیخ العالمؒ کی سوانح حیات قلمبند کر کے سب کی طرف سے قرض چکا دیا۔

حضور شیخ العالمؒ کی یہ کوئی مفصّل سوانح حیات نہیں ہے البتہ مختصر ہوتے ہوئے بھی یہ جامع ضرور ہے۔ ابھی آپؒ کے بساطِ علم و حیات کے بہت سے گوشے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں یا مریدین وخلفاء کے اذہان میں پوشیدہ ہیں، اگر تمام معلومات جمع کر دی جائیں تو بلا شبہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے جو کہ عوام وخواص کے لیے ایک دائمی علمی، ایمانی و روحانی ذخیرہ و سرمایہ ہے۔ خدا کرے طباعت و اشاعت کے معیار اور حسن سے آراستہ ہوکر یہ گلدستہ جلد قدر دانوں کی چشمِ عقیدت کو سیراب کرے۔

آمین یا رب العالمین والصلٰوۃ والسّلام علٰی سیّد المرسلین ﷺ وآلہ واَصحابہ اَجمعین.

تقریظ

مفتی شیخ فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ
ریٹائرڈ ضلع مفتی/ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ مذہبی امور آزاد کشمیر

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاۃ والسّلام علیٰ محمد ﷺ سید الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وأصحابه أجمعین. أما بعد!

اللہ رب العزت نے انسانیت کو کفر وشرک اور ضلالت وگمراہی سے نکالنے کے لیے دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ تمام انبیاء ورسل عظام نے اپنے اپنے زمانے میں اس فریضہ کو باکمال انداز کے ساتھ انجام دیا۔ ان بزرگ و مقدس ہستیوں نے فکر انسانی کو چند لمحوں میں وہاں پہنچا دیا جہاں وہ صدیوں کے ارتقاء کے بعد پہنچتی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی پراثر و جامع تعلیمات نے سامعین کو اطمینان اور یقین عطا فرمایا کہ جس کی بنا پر وہ جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل کر گئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ البتہ پیغمبرانہ جدوجہد اور مشن کا سلسلہ ہمیشہ قائم اور جاری رہے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسلام کا پیغام چہار دانگ عالم میں پہنچایا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد علمائے حق اور صوفیائے کرام امت مسلمہ کا وہ طبقہ ہے جس کے دم قدم سے اسلام کی تبلیغ اور انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ جاری رہا۔

یہی وہ مقدس گروہ ہے جس نے اپنے قول وفعل سے بندگانِ خدا کی رہنمائی کی اور تشنگانِ ہدایت کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب کیا۔ یہ وہ بوریانشین بزرگ تھے جو کبھی تو محراب ومنبر سے حق وصداقت کی آواز بلند کرتے تھے اور کبھی اپنی خانقاہوں اور درسگاہوں میں جلوہ افروز ہو کر مجالسِ ذکر وتلقین اور درس و تدریس سے سینوں کو گرماتے اور قلوب و اذہان کو منور کرتے اور اپنے سوزِ باطنی سے ایمان کی غیر فانی شمعیں جلا کر تاریک دلوں میں نورِ ہدایت و عرفان کے فانوس روشن کرتے اور اخلاق و بلند کردار کی شمشیر سے ارواح کو فتح کرتے تھے۔ اس عظیم گروہ نے نہ صرف اپنی حیات میں دعوت و ارشاد اور تبلیغ و تدریس اور وعظ ونصیحت سے امت کی رہنمائی کی بلکہ اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنی تعلیمات وتصنیفات اور اپنے تربیت یافتہ تلامذہ وخلفاء

اور معتقدین و مریدین کی صورت میں بہت بڑا سرمایہ چھوڑا۔

حضرت مبلّغ اسلام پیر علاؤ الدین صدیقی قدس سرہ العزیز بھی اسی مقدس طبقے کی وہ جلیل القدر شخصیت اور دنیائے روحانیت کے وہ جگمگاتے ماہتاب تھے جن کے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔ آپؒ نے دینِ حق کی تبلیغ و ترویج اور مسلک اہل سنت کی حمایت و فروغ کے لیے اندرون و بیرون ملک علمی، فکری اور روحانی سطح پر کارہائے نمایاں سرانجام دیے اور اسلام کے نور سے قریہ قریہ اور بستی بستی سینوں کو منور کرنے کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت مبلّغ اسلام پیر علاؤ الدین صدیقیؒ اُن عظیم ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی زندگی دین اسلام کے تحفظ اور اس کا پیغام عام کرنے اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت میں صرف کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے ہمیشہ دین متین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کے خلاف علمی اور عملی جہاد کیا اور اس کی سرکوبی کے لیے مستعد رہے اور ہر جگہ، ہر موقع و مقام پر مسلک اہل سنت والجماعت کی شاندار ترجمانی فرمائی۔

حضور شیخ العالم پیر علاؤ الدین صدیقی قدس سرہ العزیز آسمان علم و معرفت کے نیّر درخشاں، اسلام کے عظیم مبلّغ، مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے محافظ، مسلک اہل سنت کے پاسبان، شریعت و طریقت کے جامع اور مجمع البحرین اور علم و عمل کا بہترین امتزاج اور اخلاص و تقویٰ کے پیکر تھے۔ اُن کی دینی، علمی، عملی، فکری، فلاحی، روحانی اور اصلاحی و تبلیغی خدمات اور کارہائے نمایاں کا چند اوراق وسطور میں احاطہ ممکن نہیں۔

تاہم حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عتیق یاسر زید مجدہ جو حضرت علامہ مولانا محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی مدظلہ العالی کے نورِ نظر ہیں اور نوجوان فاضل ہیں جنہیں دین و مسلک کی محبت اپنے خاندان اور بزرگوں سے ورثے میں ملی ہے۔ باشعور، باادب، متواضع، ملنسار، منکسر المزاج اور دین کی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھنے والے نوجوان ہیں۔ ان کی فرمائش تھی کہ یہ بندۂ ناچیز حضرت مولانا محمد نواز سالک صدیقی صاحب کے اس مسودہ پر اپنے کچھ تاثرات پیش کرے جو انہوں نے حضور شیخ العالمؒ کے دروس مثنوی پر تالیف کیا ہے۔ بندہ اپنے آپ کو اس لائق تو نہیں سمجھتا مگر ان عزیز فاضل کی خواہش و فرمائش کی وجہ سے چند بے ربط جملے تحریر کر کے بارگاہِ صدیقیت میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

پیش نظر مجموعہ حضرت شیخ العالمؒ کے اُن اصلاحی و تربیتی دروس پر مشتمل ہے جو حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کی شہرہ آفاق کتاب مثنوی کی تدریس و تفہیم کے ضمن میں ارشاد فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا رومیؒ کی مثنوی ہمیشہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے ہاں متداول، اربابِ فکر و نظر کے ان مقبول اور اہل معرفت و بصیرت کے ہاں معتبر و مستند رہی ہے۔ ہر دور میں ارباب علم و دانش اور تشنگانِ روحانیت و معرفت اس کتاب مستطاب سے مستفید و مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ مثنوی میں علم و حکمت اور روحانیت و معرفت کے خزانے مخفی

ہیں۔ ان سے ہدایت ومعرفت کے موتی نکال کر متلاشیانِ معرفت کے قلوب و اذہان میں اتارنا حضرت شیخ العالمؒ جیسی سلوک وتصوف اور حقیقت ومعرفت کی شناور جامع شریعت وطریقت شخصیت ہی کا کام ہوسکتا ہے۔

لائق صد مبارکباد ہیں حضرت مولانا محمد نواز سالک صدیقی صاحب جنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے دروس مثنوی کو منصۂ قرطاس پر منتقل کر کے مرتب کیا ہے اور اب اس مرتب مجموعہ کو شائع کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعے میں گرچہ دروس کی تعداد قلیل ہے لیکن اس کے باوجود علمی لحاظ سے جامع اور تربیتی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے مطالعہ سے مولانا رومیؒ کی تعلیمات و افکار اور حضرت شیخ العالمؒ کا اپنے وابستگان اور اپنے مریدین ومعتقدین کی تربیت و اصلاح کے حکیمانہ طرز و انداز کے سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہو گا اور سلوک وتصوف کے ذخیرے میں ایک قابل قدر اضافہ بھی ہو گا اور آنے والے لوگ ان کے ارشادات سے مستفیض ہوں گے۔

حضرت علامہ مولانا محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب نے اس کتاب کے آغاز میں خانقاہَ عالیہ نیریاں شریف کا اجمالی تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ العالمؒ اور خانوادۂ نیریاں شریف کے علمی، روحانی اور فلاحی کاموں کا اجمالی خاکہ پیش کر کے اپنے شیخ طریقت اور ان کے خانوادہ کو عقیدت ومحبت کا بھرپور ہدیہ پیش کرتے ہوئے دروس مثنوی کو ترتیب دیا ہے۔ بلا شبہ اپنے شیخ طریقت کے ساتھ اپنی سچی ارادتمندی اور کامل وابستگی کے اظہار اور اپنی والہانہ محبت وعقیدت کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے اپنے مرشد اور روحانی مربّی کی تعلیمات و افکار کی تبلیغ وترویج سے بڑھ کر کوئی قابل تحسین عمل نہیں ہوسکتا۔

علامہ سالک صدیقی صاحب سے بجا طور پر یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ حضرت مبلّغ اسلام قدس سرہ العزیز کے دیگر میسر دینی و اصلاحی خطبات اور اُن کے جملہ دروس اور اُن کے عالمانہ اور صوفیانہ افکار کو قلم و قرطاس کے ذریعے یکجا کر کے عوام الناس تک پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

اللہ رب العزت حضور شیخ العالم قدس سرہ العزیز کی تربتِ انور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اُن کی اولاد امجاد ومریدین ومعتقدین کو اُن کے تبلیغی و روحانی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

حمد باری تعالیٰ

اللہ ﷻ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

حمد و ثناء میں کون ہیں جو حق تیرا ادا کریں
لَا أحصِی ثناءً کہہ کہ جب تیرے حبیب ﷺ دُعا کریں
اللہ ﷻ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

داؤد نبی علیہ السلام زباں سے جب تیری ثناء خدا ﷻ کریں
ذرّے پہاڑ مل کے سب ہم نوا بنا کریں
اللہ ﷻ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

زبان و بے زبان بھی حمد تیری پڑھا کریں
اصحاب نبی ﷺ تسبیح تیری کھانے سے بھی سنا کریں
اللہ ﷻ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

اجڑے ہوئے بسائے تُو گرے ہوئے اٹھائے تُو
ہیں کس قدر تیرے کرم کیسے وہ گِنا کریں
اللہ ﷻ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

دار العلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

بظاہر جو وسیلہ ہیں ملنے کا وہ ذریعہ ہیں
تیری عطا سے اے کریم بندوں کو وہ دیا کریں
اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

ذکر لا الٰہ جب مرشد کیا کریں
لگتا تھا سالک بام و دَر سب ہی ذکر الٰہ کریں
اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری حمد کیسے کب کیا کریں

❁❁❁

پھر زیارت کا کتنا سُرور آئے گا

سامنے ہو اگر رخِ خیر الوریٰ ﷺ
پھر زیارت کا کتنا سُرور آئے گا
ہو جو پیشِ نظر سورۂ والضحیٰ
پھر تلاوت کا کتنا سُرور آئے گا

سجدۂ عشق ہو تو عبادت بنے
ہو ادائے نبی ﷺ تو اطاعت بنے
کعبہ ہو سامنے دل ہو پیش خدا
پھر عبادت کا کتنا سُرور آئے گا

پڑھنے والوں کا ہو جب یہ زادِ راہ
دل میں عشق نبی ﷺ اور رب کی رضا
سجی چہرے پہ ہو سنت مصطفیٰ ﷺ
پھر سماعت کا کتنا سُرور آئے گا

جب دمِ واپسی ہو بہر خدا
ہو مجھ پہ کرم بھی بوصیریؒ جیسا
ہو میرے رُوبرو رُوئے بدر الدجیٰ ﷺ

دار العلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

پھر تو رحلت کا کتنا سُرور آئے گا

درود پڑھنے پڑھانے کی عادت بنی
اور نعت سننے سنانے سے قربت ملی
آئیں گے جب قبر میں حبیب خدا ﷺ
پھر یہ عادت کا کتنا سُرور آئے گا

اُن ﷺ کی آمد پہ رحمت برسنے لگی
قبر میری بھی جنت بننے لگی
گر کے قدموں میں کہہ دوں مرحبا مرحبا
پھر شفاعت کا کتنا سُرور آئے گا

بوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ
جن کی سنگت میں ہوں گے سارے ولی
چلیں یوم حشر سوئے شافع جزا ﷺ
پھر رفاقت کا کتنا سُرور آئے گا

حق ھو کی صدائیں لگاتے چلو
راہِ سنت پہ سب کو چلاتے چلو
گر یہ سالک صدیقی ملے مدّعا
پھر تو خدمت کا کتنا سُرور آئے گا

☆☆☆

منقبت بارگاہ مولائے رومؒ

دین و ملّت کے ہیں رہبر حضرت مولائے رومؒ
کانِ قدرت کے ہیں گوہر حضرت مولائے رومؒ

خود شناس و خود آگاہ اور حق نُما و حق آگاہ
کس قدر ہیں باقدر حضرت مولائے رومؒ

دین و دنیا اور دانائی راہِ طریقت سے آگاہی
عالِم نگر کے ہیں صوفی گر حضرت مولائے رومؒ

علم ظاہر سے مزین اور نورِ باطن سے پُر بہار
بحرِ عرفاں کے ہیں شناور حضرت مولائے رومؒ

فیض پایا جن کے دَر سے شیخ العالمؒ پیر نے
عارفیں کے ہیں تاجور حضرت مولائے رومؒ

صورتِ پیر کامل مظہرِ ظلِّ خدا
بے مثل ہیں فکر و نظر حضرت مولائے رومؒ

نسبت صدیقی لے کر سالک آیا در تیرے
بے چاروں کے ہیں چارہ گر حضرت مولائے رومؒ

منقبت بحضور شیخ العالمؒ

پیر ما علاؤالدینؒ مردِ حق نما
جانشینِ غوث الامتؒ باخدا
پیر صدیقیؒ صاحبِ حسن و جمال
مرشدِ قلب و روح و خوش خصال
کن نظر سوئے مریداں اے غمگسار
دید تو بن روح و دل بے قرار
صورت اُو جلوۂ ذاتِ خدا
سیرت اُو اسوۂ مصطفیٰ ﷺ

ویسے ہر خواب اور سراب کو سرزمین حقیقت کا باشندہ قرار نہیں دیا جاتا کیونکہ کبھی کبھی یہ ضعف فکر اور خام خیالی، بدعقیدگی و بدعملی، بے راہروی اور گندے خیالات کی وجہ سے اوہام کا پلندہ اور بری سوچوں اور بے ہودگیوں کی گرد آلودگیوں کی وجہ سے مصائب و آلام کا پھندہ بن جاتا ہے۔ اس لیے یہ عبرت ناک اور وحشت ناک بھی ہوتے ہیں۔

اس لیے سرورِ عالم نورِ مجسم ﷺ حقیقت خواب سے یوں عقدہ کشائی فرماتے ہیں:

> جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اُس کا پسندیدہ ہو تو وہ اللہ کی جانب سے ہے، وہ اُس پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کرے اور وہ اس خواب کو بیان کرے اور جب وہ کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ اس کے شر سے اللہ ﷻ کی پناہ طلب کرے اور وہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرے۔ پھر وہ خواب اُس کو ضرر نہیں دے گا۔

() بخاری، الصحیح، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من الله، ۶: ۲۵۶۳، رقم: ۶۵۸۴

اس لیے اچھے اور پسندیدہ خواب ترجمان حقیقت اور راز دار صداقت ہوتے ہیں۔ قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ ابریشم سے نرم جذبوں کی قبولیت کے ضامن ہوتے ہیں۔ اس لیے رؤیائے حسنہ خواب کے ایک بااعتماد پہلو کا نام ہے جس کے ذریعے ہمیشہ سے اہل ایمان راہ عزیمت وطریقت اور شاہراہِ مستقیم پر استقامت سے چلنے والوں کی تائید و راہنمائی کی جاتی ہے اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہیہ کی زیارات سے مشرف کر کے اُن کے فیضان کو وسعت دی جاتی ہے اور اُن

قاسمؒ فیضان قاسم مخزنِ جُود و سخا
پَروُردَہَ قبلہ عالمؒ نقیب اولیاء
ترجمانِ عارفاں غوّاص بحر علوم
فیض یاب فیض عالمؒ حضرت مولائے رومؒ
پشت پناہ اُو پیشوا بالعطاء
المدد اے شیخ عالمؒ پیر ما
شیخ العالمؒ نائبِ غوث الوریٰؒ
سالک را مقتداء و پیشوا

☆☆☆

کے حوصلوں اور جذبوں کو جواں رکھا جاتا ہے۔ جس کی توثیق فرامین رسول پاک ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ.

() یونس، ۱۰: ۶۴
ان کے لیے دنیا کی زندگی میں (بھی عزت و مقبولیت کی) بشارت ہے اور آخرت میں (بھی مغفرت و شفاعت کی)۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ.

() مسلم، الصحیح، ۱: ۳۴۸، رقم: ۴۷۹
اچھا خواب ہی بشارت ہے اسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

یہ بھی فرمان ذیشان موجود ہے:

ذَهَبَتُ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ.

() ترمذی، السنن، ۴: ۵۳۳، الرقم: ۲۲۷۲
نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے اور خوشخبریاں دینے والے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

اور مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ان الفاظ میں موجود ہے:

هِيَ جُزْءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

() احمد، المسند، ۲: ۲۱۹، الرقم: ۷۰۴۴

خواب نبوت کے چالیس یا ستر حصوں میں سے ایک ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں صحت مند اور اچھے خواب کا امتیاز قدرے مشکل عمل ضرور ہے، البتہ اچھے خواب جو مبشرات اور خوشخبری کا نور لیے ہوتے ہیں وہ اپنے مطلب ومفہوم کو زیادہ تر واضح کر دیتے ہیں۔

صالحین امت کے ہاں پسندیدہ خواب خدا تعالیٰ کی نعمت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن سے راہنمائی لیتے ہیں۔ زیارات مقدسہ سے روح و باطن کی تطہیر کا سامان کرتے ہیں۔ قرآن وسنت سے معارض نہ ہو تو اس پر عمل کرتے ہیں اور اس خواب مستطاب کے لیے تو سب ہی دعائیں مانگتے ہیں۔ مرنے سے پہلے ایک بار ہی سہی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے مجھے نیند میں دیکھا، اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری مثل نہیں ہو سکتا۔

() بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، ۱: ۵۲، رقم:

دار العلوم محمدیہ غوثیہ الاسلامیہ الصدیقیہ نور العلم

دروسِ مثنوی

دُروسِ مثنوی مطلع انوار ہیں لوگو!
ہدایت جن میں پوشیدہ یہ وہ اشعار ہیں لوگو!

کلام حضرت رومیؒ بصورت آئینہ ہر دم
جو اہل دل پہ کُھلتے ہیں یہ وہ اَسرار ہیں لوگو!

طہارت پارسائی کے عجب عنوان رکھتے ہیں
جو باطن پہ برستے ہیں وہ پھوار ہیں لوگو!

روح تڑپے، دل دھڑکے وصال یار کی خاطر
مشام جاں جو مہکائے وہ مہکار ہیں لوگو!

بظاہر تو کتاب ہوتی وہ سناتے حال دل اپنا
فقر کے بادشاہ کے یہ افکار ہیں لوگو!

زبان مرشد کاملؒ سے جب یہ ادا ہوتے

ملے سالک نکمّے کو تیرے دیدار کی دولت
سگِ در ہے یہ سائل بھی درینہ یا رسول اللہ ﷺ

بدل جاتی ہے رُتِ باطن وہ بہار ہیں لوگو!

علم، تقویٰ، محبت سے کیسے قرب ملتے ہیں
یہ نبی ﷺ کی خاص عنایت کا اقرار ہیں لوگو!

قرآں کا علم برہانی اور نبی ﷺ کا فقر لا ثانی
فصاحت سے جو کرتے ہیں بیاں شاہکار ہیں لوگو!

باطل دور ہوتے ہیں اور حق مشہور ہوتے ہیں
رزمِ حق و باطل میں تلوار ہیں لوگو!

ادب سے جو بھی عاری ہیں بڑی کرتے مکّاری ہیں
بچنا ایسے لوگوں سے یہ بڑے فنکار ہیں لوگو!

مرشدؒ جب سناتے تھے قدموں میں بٹھاتے تھے
سنے سالک صدیقی نے سرِ دربار ہیں لوگو!

☆☆☆

شیخ العالم مرشدی قاسمِ فیضان حق

سیدنا علاؤالدین ؒ نقیب اولیاء کے واسطے

الحمد للہ الّذی کشف لأولیائه بواطن ملکوته وقشع لأصفیائه سرائر جبروته وأراق دم المحبین بسیف جلاله وأذاق سر العارفین بروح وصاله هو المحی لموات المعرفة بنشر أسمائه والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله وأصحابه وأزواجه وذریته أجمعین.

() ہجویری، کشف المحجوب

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے دوستوں کے لیے عالم ملکوت کے راز آشکار کر دیئے اور اپنے برگزیدہ بندوں پر عالم جبروت کے بھید کھول دیے اور اپنے جلال کی تلوار سے اپنے عاشقوں کا خون بہایا اور اپنے عارفوں کے دل کو اپنے وصال کی لذت کا مزہ چکھایا۔ وہی اپنی بے نیازی اور کبریائی کے انوار سے دلوں کی مردہ زمین کو زندگی بخشنے والا ہے اور اسے اپنے مقدس ناموں اور معرفت کی روح پرور خوشبو سے نشوونما دینے والا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ، اُن کی آلؓ، اُن کے اصحابؓ اور اُن کی ازواج مطہراتؓ پر ہمیشہ اُس کی رحمتوں کا نزول ہو۔''

اللہ جل مجدہ نے اپنے خاص فضل و کرم سے کفر و شرک اور فسق و فجور میں بھٹکے ہوئے انسان کو دوبارہ ہدایت و معرفت اور صراط مستقیم پہ گامزن کرنے کے لیے سید الانبیاء تاجدار ختم نبوت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ بس پھر کیا ہوا؟ بت پرستوں کے محلّے میں الا اللہ کی ضربیں لگنے لگیں۔ انوارِ قرآنی سے بیمار روح و دل شفایاب ہونے لگے۔ عشق الٰہی کی مئے بصورت توحید پلائی جانے لگی۔ جھوٹے خداؤں کی آرمی سے آدمی منہ موڑ کر قادرِ مطلق وحدہ لاشریک کی چوکھٹ پر سجدے کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کفرستان نورِ ایمان سے جگمگانے لگا۔ سوئی ہوئی انسانیت جاگنے لگی۔ بدعقیدگی اور بدعملی کی نحوست بھاگنے لگی۔ نفرت و عداوت کی جگہ محبت و اخوت لینے لگی۔ خطا کار و گنہگار بوسیلہ سید الابرار پروردگار کے دربار میں استغفار کرنے لگے۔ درِ مصطفیٰ ﷺ پر رَش بڑھنے لگا۔ حق فراموش لوگوں کی حق آ گاہی کا سفر بڑی تیزی سے جاری ہو گیا۔

ذاتِ نبی ﷺ کی شناسائی اور پشت پناہی کی وجہ سے مخلوق خدا تک رسائی پانے میں کامیاب ہونے لگی۔ خالق کائنات جل جلالہ کی کبریائی کی اذانیں اور باعث تخلیق کائنات ﷺ کی مصطفائی کی صدائیں ہر طرف گونجنے لگیں۔ باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنے لگیں۔ بت پرستوں کے محلے کعبہ شریف کے پڑوس میں اللہ کے حبیب ﷺ نورِ نبوت سے روشن پیشانی وجہ اللہ مکھڑا نورانی کے انوار سے خُلقِ محمدی ﷺ کی تلوار اور من بھاتے کردار سے ایسی بہار برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے جس میں قرار ہی قرار ہے۔ جو خزاں سے محفوظ اور صدا بہار ہے۔

ایسا کیوں نہ ہوتا؟ رحمت الٰہی نے آپ ﷺ کے سرِ انور پہ ختم نبوت کا تاج اپنے حسن ذاتی کے بے مثال جلوؤں سے سجا کر خاص کمالات و اختیارات کی خلعت فاخرہ پہنا کر کتاب انقلاب کا امین بنا کر نسل انسانی کے لیے صبح قیامت تک رہبر و رہنما اور پیشوا و پشت پناہ بنا دیا۔ جن کا وجودِ مقدس جلال ظاہری اور کمال باطنی کا پیکر ہے۔

حلیہ مبارک اور چہرے کے خدو خال کی دل آویزی اور نگاہ کی حیاء آمیزی دعوت نظارہ اور دلوں کی گہرائیوں تک پہنچانے میں فیصلہ کن کردار ادا کر رہی ہے۔ یہاں تو قدرت نے حسن و جمال کی جملہ رعنائیوں اور دلربائیوں کو ایک وجود میں یکجا کر دیا۔ اسے اپنے حسن کا مظہر اور ایمان والوں کا محبوب بنا دیا ہے۔

جن خوش نصیبوں کو ظاہری آنکھ سے دیکھنا نصیب ہوا اور محبوب مکرم ﷺ کے پاکیزہ جلوؤں نے جو کیف ومستی اُن کے قلب و روح پر وارد کی پھر اُن سچے عشاق نے الفاظ کے پیمانے میں اُسے بیان کرنے کی کوشش کی جن کے پڑھنے سے عقل حیران و ششدر ہے اور عشق محبوب کے قدموں کا طواف شروع کر دیتا ہے۔ ایمان کو تازگی و حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ ذات حبیب کردگار ﷺ تصورات اور تجلیات کا مرکز بن جاتی ہے۔

جب حسن تھا اُن کا جلوہ نما
انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے
دیدار کا عالم کیا ہو گا

داعی حق علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت دین متین کا چرچہ دنیا کے گوشے گوشے میں گونجنے لگا۔ سلیم الفطرت لوگ متوجہ ہو کر سچائی کو تسلیم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

انہی دِنوں ایک اعرابی کی حضور سرور کائنات ﷺ سے اچانک ملاقات ہو گئی۔ حضور ﷺ کے دلکش اور پرنور چہرے کو دیکھ کر وہ اعرابی مسحور ہو کر رہ گیا۔ وہ اس کیفیت کو چھپا نہ سکا۔ عرض گزار ہوا: آپ کون ہیں؟ آپ

دار العلوم محمدیہ محی الاسلام لاہور

ﷺ نے اپنا نام نامی لے لیا۔ اعرابی کہنے لگا: اچھا آپ وہی محمد ﷺ ہیں جسے قریش کذاب کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں وہی ہوں۔ وہ بے ساختہ کہنے لگا:

لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ.

() حاکم، المستدرک، ۳: ۱۴، رقم: ۴۲۸۳

یہ رُوئے مقدس کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔

نورانی چہرے سے نورانی بیان سنا تو نورِ ایمان کے دل میں اترنے میں دیر نہیں لگی۔ وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ صاحب قرآن ﷺ کی سیرت و صورت پتھر سے زیادہ سخت دلوں کو موم کر کے باطن کی تطہیر کرتے ہیں تو آنے والوں کی نفرت و عداوت محبت و الفت میں تبدیل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ معلّم کائنات ﷺ سادہ سی چٹائی پہ جلوہ فرما ہوکر اوّلین و آخرین کے علوم سکھانے اور پڑھانے کے لیے اپنی پہلی جماعت ترتیب دے رہے ہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی سچائی توحید و رسالت کی طرف قائل کرنے کے لیے دعویٰ توحید کے جواب میں اپنی ذات کو بطورِ دلیل پیش کر کے قادرِ مطلق اللہ رب العزت کی وحدانیت کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں۔ چالیس سالہ کردار اتنا بے عیب اور لا ریب ہے کہ سلیم الفطرت کے لیے ماننے کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

جی ہاں چشم تصور سے اور درود و سلام پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے اُس مقدس دور میں جا کے آنکھ کھولیں جب تاجدارِ ختم نبوت ﷺ فرما رہے تھے:

قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تُفْلِحُوْا.

() حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۸، رقم: ۴۲۱۹

ظاہر و باطن سے سب سے بڑی سچائی کی تصدیق کرنے والوں کو دونوں جہان کی فلاح و کامرانی کی نوید سنائی جا رہی تھی۔ اللہ ﷻ کے سوا معبود کوئی نہیں اور محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔ دور و نزدیک سے شمع توحید کے پروانے جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جو بھی چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن چہرے والے کے دربار میں آئے آپ ﷺ سے چند میٹھے جملے سماعت کرے انہی کا ہو جاتا ہے۔

دعویٰ و دلیل میں اتنے سچے ہیں کہ انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ اعلانِ نبوت پر سب سے پہلے زوجہ محترمہ اور لڑکپن کے ساتھی، بچوں میں چچا زاد بھائی تصدیق کر کے سب پہ سبقت لے جاتے ہیں جنہیں السّابقون الاوّلون کا اعزاز ملتا ہے۔ اب صدائے حق عرب کی حدود سے باہر بھی سنی جانے لگی۔

جی ہاں! اب دربارِ محمدی ﷺ میں حبش سے بلالؓ، روم سے صہیبؓ اور فارس سے سلیمانؓ نظر آتے ہیں۔ منظر ساری دنیا سے جداگانہ ہے۔ توحید خداوندی اور رسالت تاجدار ختم نبوت ﷺ کے اسباق پڑھائے جا رہے

ہیں۔عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے جام تقسیم ہو رہے ہیں۔توحید خالص کا رنگ چڑھایا جا رہا ہے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ذاتِ نبی ﷺ پر نازل ہونے والے احکام دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔عمل کرتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر اللہ ﷻ ، اُس کے محبوب ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ ہر دُکھ، ہر مصیبت و اذیت برداشت کرتے ہیں لیکن دامن رسول ﷺ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

دوسری طرف اسلام، داعی اسلام ﷺ اور دامن اسلام میں آنے والوں کے خلاف دشمنان اسلام نے کون سی اذیت و عداوت چھوڑی ہے جو انہوں نے اختیار نہیں کی۔ بلالؓ تڑپتے رہے، بلکتے رہے لیکن اَحد و اَحد کی صدا پھر بھی بلند کرتے رہے۔ وحشی دشمن حیران ہیں ہم مار مار کے تھک گئے ہیں لیکن یہ اَحد اَحد کہتے نہیں تھکتے۔ الغرض جو آئے ہیں وہ آ ہی گئے۔ پروانوں کی طرح شمع مصطفوی ﷺ کے متوالے بن کر مال و جان کی قربانی دے رہے ہیں۔

قارئین محترم! جو بھی انسان یہودیت یا عیسائیت اختیار کرتا ہے اُسے رنگ سے غسل دیا جاتا ہے۔ پھر اعلان ہوتا ہے کہ اس پر یہودیت یا عیسائیت کا رنگ چڑھ گیا۔ دیگر فضول رسموں اور بدعقیدگیوں سے انسانیت کی جان چھڑاتے ہوئے داعی اسلام ﷺ صاحب قرآن ﷺ حضور تاجدارِ ختم نبوت ﷺ یہ قرآنی صدا بلند فرما رہے ہیں:

صِبۡغَةَ اللّٰهِ‌ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ۝

() البقرۃ، ۲: ۱۳۸

’’(کہہ دو ہم) اللہ کے رنگ (میں رنگے گئے ہیں) اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے اور ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں۝‘‘

اللہ ﷻ کا رنگ توحیدِ خالص کا رنگ ہے جو سید المحبوبین، خاتم النبیین ﷺ کی وساطت، محبت، اطاعت و غلامی سے نصیب ہوتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم و تربیت، حکمت و تزکیہ اور دعا و نگاہ سے عشق الٰہی کے جام پلا کے درجہ صحابیت کی سند عطا کرتے ہیں۔

اسی طرح کائنات ارضی کے رہنے والوں تک یہ قرآنی صدا پہنچا دی گئی کہ یہ بھی کوئی رنگ ہے جو تم چڑھاتے ہو؟ چند گھنٹوں میں اتر جائے۔ گردشِ لیل و نہار سے ماند پڑ جائے۔ پھر تم ویسے کے ویسے ہی نظر آؤ جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہو۔ چھوڑو ان عارضی اور بناوٹی رنگوں کو۔ آؤ تخت نبوت پر تاجدارِ کائنات ﷺ جلوہ فرما ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کے ایسے رنگ میں رنگتے ہیں جو کبھی بھی ماند نہیں پڑتا، بلکہ چودھویں کا چاند بن کر اُس رنگ کا نور ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ یہ تو قبر و حشر میں بھی جدا نہیں ہوتا۔ جی بالکل آپ ﷺ کی

صورت مطہرہ، سیرت کاملہ، اسوۂ حسنہ میں اللہ ﷻ کا رنگ بے مثل شان کے ساتھ سمایا ہوا ہے۔

رنگ عشق محمد ﷺ والا چڑھایا کدی نہ لیندا

یہی وہ رنگ ہے جس سے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان اور صحابہ ذی وقارؓ رنگے گئے جو خدا تعالیٰ کی نشانیاں بن کر ہمیشہ کے لیے مقتدیٰ و پیشوا بن کر امر ہو گئے ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت وصحبت اور اطاعت سے ملنے والے نورِ معرفت جیسے رنگ سے تعبیر کیا گیا بارگاہِ نبوت ﷺ سے صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ سے تابعینؒ و تبع تابعینؒ پھر بتدریج سلف صالحینؒ، اولیائے کاملینؒ، علمائے ربانیینؒ اور بزرگانِ دین کے ذریعے صاحبانِ ایمان کے قلب و روح اور ظاہر و باطن کو منور کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ نور وسرور جاری ہے۔

ایمانیات و روحانیات کی دنیا آباد ہے۔ مردانِ خدا اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی وساطت سے بے نوروں کو نور اور بے رنگوں کو رنگ نصیب ہو رہا ہے۔ جماعتِ اولیاءؒ کے فیضان و ایمان اور رشد و ایقان کے اس لازوال و بے مثال نوری سلسلے کی وجہ سے روحانی اسلام مسلسل فتوحات کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس مقدس قافلے کا ہر فرد باکمال ہے۔ قدرتِ خداوندی نے ازل سے ہی خوش نصیبی کا تاجدار بنا کر تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کا نائب اپنا ولی ہونے کا شرف دے کر اپنے اپنے علاقہ میں رشد و ہدایت کا منبع بنا کر دین اسلام کا سچا مبلغ ہونے کی سعادت بخشا ہے۔

یوں اس نوری جماعت کے افراد مرد و زن نائب رسول ﷺ کی حیثیت میں گنبدِ خضریٰ کے مکیں ﷺ سے فیضان لیتے ہیں اور کائنات میں تقسیم کرتے ہیں۔ طالبانِ حق کے لیے بارگاہ رسالت ﷺ تک رسائی کا وسیلہ بنتے ہیں۔ قرآن مجید انہی پاکانِ امت کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝

() یونس، ۱۰: ۶۲

''خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۝''

اولیاء اللہؒ کے ٹائٹل کے ساتھ اسی گروہِ مقدس کی عظمت و صفات بیان کرتا ہے۔ اولیاء اللہؒ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی وہ چنیدہ جماعت جو اپنے خالق و مالک کی رضا وخوشنودی اپنے آقا و مولیٰ نبی دوعالم ﷺ کی محبت وعقیدت میں اپنی ذاتی خواہشات، ترجیحات قربان کرتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کی راہ میں کٹھن سے کٹھن مشکلات، ناساز حالات اور ریاضت و مجاہدہ کی دشواریوں کو برداشت کرتے ہوئے دین متین کی تبلیغ و تعلیم، عقائد کی پختگی اور اخلاق و کردار کی درستگی کے لیے وقت کی ضرورت کے مطابق اہتمام کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ

سے گلشن اسلام کی روحانی دنیا خزاں سے محفوظ رہتی ہے اور دشمنانِ اسلام کی سازشیں اور اٹھائے جانے والے فتنے ناکام ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشّمس ہے کہ کتاب وسنت جن امور و عادات کو انسانیت کا کمال قرار دیتے ہیں وہ کمالات و معمولات ان صوفیائے کرامؒ کی زندگیوں میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ عظیم لوگ ہمہ وقت حبِّ الٰہی اور عشق نبی ﷺ کے جلوؤں میں شرابور رہتے ہیں۔ اُن کے ظاہر و باطن نورٌ علیٰ نور ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن کا دیدار یادِ خدا سبحانہ وتعالیٰ اور اُن کی ادائیں یادِ مصطفیٰ ﷺ کا سبب بنی رہتی ہیں۔

حق بندگی کی ادائیگی ہمہ وقت جہد مسلسل کرنے والے اُن نفوس قدسیہ پر بارگاہِ خداوندی سے بوسیلہ ختمی مرتبت ﷺ انعام و اکرام کے سلسلے جاری رہتے ہیں۔ توجہات خاص کے نورانی جلوے بھی سرکارِ دو جہاں ﷺ کی بارگاہ سے سایہ فگن رہتے ہیں اس لیے اُن کی زندگی کا ہر لمحہ ہی مبلغ بن جاتا ہے۔ خُلق محمدی ﷺ کا عکس اُن کے کردار اور ارشادات میں جھلکتا نظر آتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں، تقدیریں بدلتی ہیں، مشکلیں ٹلتی ہیں۔ اُن کے ذریعے غیر مسلم کفر کے اندھیروں سے نکل کر توحید و رسالت کی روشنی میں آتے ہیں۔ فاسق و فاجر بھی غفلت کی چادر اُتار کر عبادت و اطاعت کے اجالے میں آتے ہیں۔

یہی وہ مردانِ حق آگاہ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے محبوب ﷺ کے محبوب ہونے کے ساتھ ساتھ مخلوق کے بھی محبوب بن جاتے ہیں اور دنیا کے قلوب پر اُن کی حکومت جاری و ساری رہتی ہے۔ مستجاب الدعوات ہونے کے ساتھ ساتھ کرامات کا ظہور بھی اُن کے وجود سے ظاہر ہوتا ہے۔

نہ ادائے عاشقانہ نہ نوائے دلبرانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

برادرانِ اسلام! رسول دو جہاں ﷺ کے ظاہری وصال مبارک کے بعد اہل بیت اطہارؓ، صحابہ کرامؓ نے اپنے مال و جان کی قربانیوں سے دین اسلام کی آبیاری کی۔ پھر صحابہ کرامؓ و اہل بیت اطہارؓ سے جذبہ فیض لیتے ہوئے اُن کے عقائد و معمولات کے امین بن کر صوفیائے کرامؒ، اولیائے عظامؒ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت سے سرشار ہو کر جس خوش اسلوبی سے دین متین کی حفاظت و اشاعت میں جو نمایاں اور عالی شان کردار ادا کیا ہے اُس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ کائنات کی وسعتوں میں شاید ہی کوئی گوشہ ہو جہاں توحید و رسالت کی روشنی نہ پہنچی ہو۔ دنیا بھر میں مساجد، اسلامی مراکز اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ وہاں قرآن وسنت کی لا فانی ہدایت کی روشنی پھیلانے والے صوفیائے کرامؒ کے مزارات بھی حقیقت بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان خدا رسیدہ انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ نفوس قدسیہ کے نقوش پا کا نام ہی صراط مستقیم ہے۔فرقہ واریت کے اس دور میں جس جماعت میں ان پاکانِ امت کا وجود موجود ہے قرآن وسنت کی تائید کے بعد اُس جماعت کی سچائی کی ایک بڑی دلیل ہے۔ اس لیے اسلامی شریعت اور قرآنی ہدایت فیضان نبوت کی ترسیل و ترویج، نشر و اشاعت اور تبلیغ و تربیت میں جس قدر اِن باخدا لوگوں کا کردار ہے وہ نہ بھلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی چھپایا جا سکتا ہے۔

تاجدارِختم نبوت ﷺ کی امت کی رہنمائی، بھلائی اورعقیدہ وعمل کے بگاڑ کو درست کرنے کے لیے اس جماعت کا کوئی نہ کوئی مردِ کامل، نائب نبی ﷺ کی حیثیت سے ڈیوٹی پر مامور ہوتا ہے جو لوگوں کو دین اور درِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی دکھا کر آخرت کی کامیابی کے سبق پڑھاتا رہتا ہے۔

یہ سلسلہ کرم قیامت تک جاری رہے گا

اولیائے کاملینؒ وہ باخدا لوگ ہیں جن کی تعلیمات و ارشادات رہتی دنیا کے لیے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں جو طالبانِ راہِ خدا و مصطفیٰ ﷺ کے لیے مرشدِ طریقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قارئین محترم! دنیائے ولایت ازلی خوش نصیبوں کا اک جہاں ہے جس کی وسعتوں میں خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے دوستوں کو بسا رکھا ہے۔ اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ دنیائے روحانیت کے باسیوں کا اپنا روحانی نیٹ ورک ہے۔ قدرت انہیں ایسا نورِ بصیرت اور کرشماتی طاقت و صلاحیت ودیعت کر دیتی ہے جس سے دُور ونزدیک، ماضی، حال اور مستقبل سے ماوراء ہو کر تصرف کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔

قرآن و حدیث اور کتب تفاسیر میں بے شمار ایسے کمالات و کرامات موجود ہیں جو مستند و معتمد کتب میں موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں۔ جن مردانِ خدا کے ذریعے یہ کمالات و کرامات ظاہر ہو رہے ہیں وہ امت کی صفوں میں آفتاب و ماہتاب کی حیثیت سے دمک رہے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے سے بظاہر تعارف کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہیں مرید اپنے شیخ کامل کی تلاش میں ہوتا ہے اور کہیں شیخ کامل مرید کو مراد بنا کر خود باطنی خزائن و معارف عطا کرنے کے لیے سفر کر رہے ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ کیسے باکمال رابطے اور ضابطے ہیں۔

تعارف مولائے رومؒ

علمائے ربانیین صوفیائے کرامؒ کی جماعت کے ایک رجلِ عظیم ۶۰۴ ھ میں بلخ شہر میں پیدا ہوئے۔ نام محمد جلال الدین، لقب مولانا رومؒ کے نام سے شہرت پانے والا وجود ہے۔ افضل الخلق بعد الانبیاء خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صدیقی نسل سے ہیں۔ وراثت میں علم وحکمت، عشق و الفت، سوز و گداز، ادب و

محبت کا والہانہ انداز رکھتے ہیں۔

چار سال کی عمر تھی ایک درویش نے دیکھ کر آپ کے والد سے فرمایا کہ اس بیٹے کا خاص خیال رکھنا۔ خاص فیضان اس سے جاری ہوگا۔ جیّد شخصیات پیچیدہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے بہت سی کتب تحریر فرما رکھی ہیں۔ طلباء کو علوم سبقاً پڑھاتے بھی ہیں لیکن علوم ظاہری پہ غلبہ ہونے کے باوجود وہ باطنی علوم اور دائمی رنگ و نور کی تلاش میں رہتے۔ آخرکار قدرت خداوندی کا مقررہ وقت آن پہنچا۔ حضرت شاہ شمس تبریزیؒ اپنے وقت کے نامور ولی اللہ ہیں۔ اپنے باطنی علم و حکمت اور نورِ معرفت کے خزانے کو مستحق تک پہنچانے کے لیے بے تاب ہیں۔ یہ وہ وراثت ہے جس میں نسل نہیں دیکھی جاتی بلکہ اصل پریت دیکھی جاتی ہے۔

ایک دن مولانا رومؒ شاگردوں کے حلقہ میں کتابوں کی جھرمٹ میں موجود پڑھانے میں مصروف ہیں۔ اچانک حضرت شاہ شمس تبریزیؒ قلندرانہ انداز میں آن پہنچے۔ کتابوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا: حضرت! یہ وہ چیز ہے جس سے آپ واقف نہیں ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فوراً اٹھے ساری کتابیں اٹھائیں پاس والے تالاب میں پھینک دیں۔ سناٹا چھا گیا۔ سب حیران و ششدر رہ گئے۔ سخت رنج کی کیفیت میں مولاناؒ عرض کرنے لگے: آپ نے ایسی نادر کتب ضائع کر دیں جن کا ملنا اب مشکل ہے۔ آپؒ نے بڑی نوادرات سے محروم کر دیا ہے۔

اس پر شاہ شمس تبریزیؒ تالاب میں اتر گئے۔ ایک ایک کتاب اٹھاتے اس سے خاک جھاڑتے اور باہر نکالتے گئے۔ اس پر مولاناؒ عرض کرتے ہیں: یہ کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ یہ حال کی باتیں ہیں۔ تم صاحب قال ان باتوں کو کیا جانو۔ یہ کہہ کر شیخ وہاں سے تشریف لے گئے۔ یہ جملہ کیا تھا باطن میں غیریّات پہ حملہ تھا۔ اس واقعہ سے حالت دگرگوں ہوگئی۔ تمام گھر بار، شان و شوکت، روزمرہ معمولات، درس و تدریس کو خیر باد کر کے صحرانوردی میں وقت بسر ہونے لگا۔

ملک کے گوشے گوشے میں درویش شمس تبریزیؒ کی تلاش شروع کر دی۔ تلاش بسیار کے بعد شیخ کامل سے پھر ملاقات ہوگئی۔ حضرت شیخؒ نے دریافت کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کا مقصد کیا ہے؟ جواباً عرض کیا: اتباع سنت۔ جناب شمس تبریزیؒ گویا ہوئے: یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔ اصل مقصد علم اور مجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچا دے۔

مولاناؒ اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو گئے۔ حضرت شاہ شمس تبریزؒ نے خاص توجہ سے قال سے نکال کر حال کی وادیوں کا مسافر بنا دیا۔ اور جس طرح بارگاہ رسالت ﷺ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظاہر و باطن کا فیضان عطا ہوا تھا آج بھی اُس ریت کو قائم رکھتے ہوئے

ایک نائب کامل کے ذریعے ایک صدیقی شہزادے پر ایسی ہی عنایت کر دی گئیں۔ وہی تڑپ، وہی سوزِ عشق، وہی جلوۂ یار کے لیے بے تابی، وہی دید و قرب و وصال کے لیے مال و متاع لٹانے بلکہ جان سے گزر جانے کے جذبے سے سینہ بے کینہ مدینہ بنا دیا گیا۔ معمولات زندگی یکسر بدل گئے۔ خاموشی غالب ہوگئی۔ ایک عرصہ بالکل خاموش رہنے کے بعد تھوڑا بولنا شروع کیا لیکن پھر بھی جذب و کیف کی واردات رہتیں۔

جب بھی بولتے زبان سے علم و حکمت، اسرار و رموز، عشق و محبت سے بھرپور اشعار جاری ہو جاتے۔ خاص وجدانی کیفیت میں جب بھی بولتے موتی ہی رولتے۔ اشعار گویا انتظار میں ہوتے کہ کب مولائے رومؒ انہیں الفاظ و حروف کے پیمانوں میں لباس عطا کرتے ہیں۔ یہ اشعار بھی رحمت کی پھوار ہیں جن میں قرآنی آیات، احادیث طیبہ کے مفاہیم، انبیاء علیہم السلام و صلحاء امتؒ کی حکایات، کرامات، ظاہری و باطنی بیماریوں کی تشخیص، مقبولانِ بارگاہ الٰہی کے آداب، قربِ خداوندی کے راز، نفس و شیطان کی فریب کاریوں سے بچنے کی تدابیر، عشق الٰہی کے جلوے، بارگاہِ نبوی ﷺ میں قرب وحضوری کی آرزوئیں گویا علم و حکمت، دین و دانش اور نورِ معرفت کے سمندر میں غوطہ زنی کر کے ارشادات اور واردات باطنی کو دربار میں منظور و مقبول کروا کر اشعار کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ انہی حکمت سے لبریز اور رقت آمیز اشعار کو مثنوی مولوی معنوی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نہ جانے مولانا روم علیہ الرحمہ کیسے ہجر و فراق، درد و الفت کے تیروں سے زخمی روح و دل کی آہ و بکاء کو اشعار کے لباس میں مخلوق کے سامنے لائے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے اہل دل، اہل نظر، اہل دانش اور اہل علم مثنوی مولائے رومؒ کو سالکین راہِ طریقت اور طالبان حق کے لیے نصاب مستطاب کا درجہ دینے لگے۔

عاشق رسول ﷺ، عالم ربانی حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ نے اس کی جامعیت اور معنوی وسعت اور ان میں بیان کی جانے والی حکمت و دانائی کو دیکھتے ہوئے حقیقت پر مبنی کلام ارشاد فرمایا:

ہست قرآن در زبان پہلوی

مثنوی نے حضرت مولائے رومؒ کو حیات جاوداں عطا کی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور ہردلعزیزی اس قدر بڑھی کہ قرآن و حدیث کے بعد سب سے زیادہ اسے پذیرائی ملی۔ مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ اربابِ علم و فضل، طالبان راہِ حقیقت بلاتخصیص علاقہ، وطن و مذہب مثنوی سے مسائل تصوّف اور اسرار و معارف سے آگاہی حاصل کرنے لگے بلکہ پوری دنیا کے جید علماء نے بھی جس قدر مثنوی کی طرف توجہ دی کسی اور کتاب کی طرف نہیں دی۔

اس کی بڑی بڑی ضخیم شروح لکھی گئیں۔ مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل کیا گیا۔ آج بھی اُن نو مسلموں کی تعداد ہزاروں میں ہے جو مثنوی مولائے رومؒ کے مطالعہ سے دولت ایمان پانے میں کامیاب ہوئے۔ برطانیہ میں وہ لوگ سالانہ آپؒ کا عرس منعقد کرتے ہیں۔ ماہانہ و ہفتہ وار محفل ذکر قائم کرتے ہیں۔ سب کے

سب گورے مسلمان ہیں۔

اِدھر گردش لیل و نہار نے انگڑائی لی۔ باطل فرقوں نے عروج باطل قوتوں کے ذریعے حاصل کر رکھا ہے۔صوفی اِزم کے خلاف بھرپور سازش برپا کی گئی۔ نصاب سے وہ کتاب اور مفاہیم نکال دیے گئے جن میں امت مسلمہ کے قلب و روح کو طہارت، عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے جلوے نصیب ہوتے تھے۔ صالحین امت کے عقائد و معمولات سے آ گاہی ہوتی تھی۔ظلم کی انتہاء یہ ہوئی قرآنی تراجم، احادیث کے مفاہیم تبدیل کر دیے گئے۔مثنوی مولائے رومؒ جیسی کتاب کو بھی مدارس کے نصاب سے نکال دیا گیا۔گویا مثنوی شریف متروک ہوگئی۔ خال خال شاید کہیں کوئی درس کی آواز آتی ہو۔شاید کسی درسگاہ میں اس کو پڑھایا جاتا ہو۔ دور دور تک کوئی شنید نہیں، اگر ہو بھی تو وہ رسماً ہی ہوگی۔

یہ حقیقت ہے

حضرت حسام الدین چلپیؒ جو مولائے رومؒ کے ہم دَم، ہم راز اور خلیفہ خاص تھے جن کا قول مبارک شارحین مثنوی نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔کسی نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص مثنوی شریف کی شرح بڑی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے۔تو آپؒ نے فرمایا:

کلام خداوندگار ما بمثابت آئینہ است

ہمارے پیر و مرشدؒ کا کلام آئینے کی طرح ہے۔ بیان کرنے والا اسے دیکھ کر اپنا حال بیان کرتا ہے۔

یعنی صاحب حال کے کلام کا درس بھی صحیح معنوں میں وہی دے سکتا ہے جو خود صاحب حال ہو۔ اگر کوئی بیان کے زور اور قال کی فن آزمائی کرتے ہوئے درس مثنوی بیان کرنے کی کوشش کرے بھی تو وہ بناوٹ و تصنع کی وجہ سے کیف و لذت تاثیر سے محروم ہونے کی وجہ سے اُس کا درسِ مثنوی درسِ مصنوعی ہی کہلاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علم و فضل میں عظیم مہارت رکھنے والی شخصیات نے بھی درس مثنوی بیان کرنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ کیونکہ اس کے لیے صرف ظاہری علوم کافی نہیں بلکہ شارح مثنوی شریف کے لیے صاحب دل، صاحب نظر اور صاحب حال ہونا ازحد ضروری ہے۔ البتہ بعض باکمال اور صاحب حال علمائے کرام نے بڑی عرق ریزی سے مولانا جلال الدین رومیؒ کے کلام کی شروح لکھی ہیں۔ انہوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر سلیس تراجم کیے ہیں اور متعدد جلدوں پر مشتمل شرح بھی لکھی ہے جس سے صاحب علم و فضل روحانیت پیشہ صوفیائے کرامؒ باصفا اور صاحب عقل و دانش حضرات مستفیض ہو رہے ہیں۔

مثنوی مولوی معنویؒ کو علمی دنیا بخوبی جانتی ہے۔مثنوی کا خیال آتے ہی اور نام سنتے ہی صرف مولانا

جلال الدین رومیؒ ہی کی شخصیت سامنے آتی ہے اور پھر آپؒ کی شاعری اور شاعرانہ حیثیت میں کمال حاصل کرنا بھی زیرِ بحث آتا ہے۔

قارئین ذی وقار! شاعری پرانے وقتوں سے سوشل میڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ خداداد صلاحیت ہے جس کے ذریعے بڑا وسیع موضوع اور پیغام چند لفظوں میں سمو لیا جاتا ہے۔ ذوق وشوق اور دلچسپی شعر وسخن کے روپ میں پنہاں ہوتی ہے۔ یہ تو بہر حال جلال الدین رومیؒ ہیں، علم وحکمت کے تاجدار ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم کے سنگم ہیں۔ عالم ربانی اور عارف کامل ہیں۔

صدیقی نسل کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے جذبہ عشق، سوز و گداز انہیں ورثہ میں ملا ہے۔ آپؒ نے مثنوی کے اشعار میں قرآنی آیات اور نبی کونین ﷺ کی احادیث کے مفاہیم بیان کیے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء عظامؒ کی حکایات، معجزات اور کرامات کو بڑے احسن طریقے سے بیان کے ساتھ ساتھ عشق حقیقی کے جذبے کو بھی اجاگر کیا ہے اور طالبانِ حق کے لیے منزل احسان تک رسائی کے لیے زادِ راہ کے طور پر رکاوٹوں کا بھی ذکر کیا ہے اور کیسے انہیں دور کر کے محبوب حقیقی کے حضور قرب حاصل کیا جا سکتا ہے سب بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

سلوک و تصوف اور حقیقت و معرفت کے مضامین کے اسرار اپنے اشعار میں بڑے ہی جاندار اور شاندار طریقے سے واضح کرتے ہیں کہ پڑھنے اور سننے والے محظوظ بھی ہوتے ہیں اور اُن احکام و معمولات پر عمل پیرا ہو کر شیطانی اور نفسانی چالوں سے محفوظ بھی ہوتے ہیں۔

آپؒ عقیدۂ توحید میں پختگی سکھاتے ہیں۔ آپؒ شانِ رسالت ﷺ، کمالات نبوت ﷺ اور اختیارات تاجدارِ ختم نبوت ﷺ اور آپ ﷺ کے عشق و ادب کے اسباق پڑھاتے ہیں۔ امت میں چھپے بدعقیدہ، بے ادب، گستاخ جو دلوں میں نفاق کے مرض کا شکار ہیں بڑے بے باک ہو کر اُن کی نالائقیوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ انہیں بھی ہدایت نصیب ہو اور امت مسلمہ کے عام لوگ اُن کی شر پسندیوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ اللہ رب العالمین ہمیشہ سے اپنے خاص بندوں سے اپنی بندہ نوازی کے خوبصورت سلسلوں میں اپنی کمال قدرت کے مظاہرے فرماتا رہتا ہے اور اپنے وعدے کے مطابق مخلص و محبوب بندوں کے نام بھی اور کام بھی باقی رکھتا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے فنا فی الذات اور فنا فی الرسول ﷺ وجود کے شب و روز کے درد و سوز میں جاری ہونے والے الفاظ جو اشعار کی صورت اختیار کر گئے ہوں گردش لیل و نہار انہیں پس دیوار کر دیں؟ الحی القیوم کے دوست ایسے زوال و وبال سے دوچار نہیں ہوتے۔ ہر آنے والے زمانے میں ایک خاص بہار اُن کے انتظار میں ہوتی ہے۔

مولانا رومؒ عالمانہ جاہ و جلال اور صوفیانہ کمال و جمال کے آسمان پر آفتاب بن کر رشد و ہدایت کی

ضیائیں تقسیم کرتے ہوئے پانچ جمادی الثانی ۶۷۲ ہجری قونیہ شریف میں ابدی نیند سو گئے لیکن اُن کا روحانی فیضان اب بھی سوئے ہوؤں کو جگانے اور جاگے ہوؤں کو منزل پر پہنچانے میں مصروف ہے۔

تذکرہ حضور شیخ العالمؒ

خدمت دین، اشاعت دین اور عظمت دین کو آنے والی نسل تک پہنچانے کے لیے تزکیہ نفس اور عشق حقیقی کے افکار ونظریات اور اُن میں حکمت و اسرار کے جو راز پوشیدہ ہیں اُن سے آگاہی کے لیے جو کام مثنوی شریف کی صورت میں حضرت شیخ بہاؤ الدینؒ کے شہزادے حضرت جلال الدین رومیؒ سے لیا گیا ہے، پھر اسی مثنوی معنوی کے اشعار میں جو پوشیدہ حکمت ومعرفت کے خزانے موجود ہیں اُن سے رشد و ہدایت اور نورِ معرفت سے لبریز موتی نکال کر آسان و عام فہم الفاظ میں تبدیل کر کے عوام الناس کے قلب و روح میں اتارنے کے لیے صدیوں بعد جس ذات کا انتخاب کیا گیا وہ غوث الامت حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ کے شہزادے حضور شیخ العالم حضرت خواجہ علاؤ الدین صدیقیؒ ہیں۔

یاد رہے! مقبولانِ بارگاہِ خدا اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اسم بامسمّٰی ہوتے ہیں۔ جیسے نام ہوتے ہیں ویسے اُن کے کام بھی ہوتے ہیں۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے، یہ باطنی سلطنت کے باسیوں کا طے شدہ انتخاب ہے۔ یہ جماعت اولیاءؒ کے وہ ازلی خوش نصیب نفوس ہیں جنہیں محبت و دوستی کی نعمت عطا کر دی جاتی ہے۔

ولی را ولی می شناسد

ولی ولی کو پہچانتا ہے۔

اس صلاحیت کی وجہ سے اُن کے وجود ایک دوسرے سے باخبر رہتے ہیں اور فیضیاب بھی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے لڑکپن کا دور ہے افغانستان میں ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں۔ دوران طالب علمی ایک مردِ قلندرؒ نے غور سے دیکھ کر فرمایا تھا: بیٹے! تمہاری پیشانی پر غوثیت کی تحریر ثبت ہے۔ تم اپنے وقت میں غوث کے منصب پر فائز ہو گے لیکن تمہارے فیضان کا سرچشمہ اس ملک میں نہیں ہے بلکہ یہاں سے دور ہندوستان کے صوبے پنجاب میں ہے۔

پھر گردش لیل و نہار سالوں میں زمینی فاصلہ میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ روحانیت کے یہ فاصلے سمٹتے دیر نہیں لگی۔ آخر کار وہ وقت آن پہنچتا ہے کہ افغانستان غزنی کا مسافر پنجاب موہڑہ شریف میں قاسم فیضان نبوت حضور بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے چشمہ فیض پر جام لیے حاضر ہو گئے۔ واہ! حضور قبلہ عالمؒ آپ کی عظمتوں پر قربان۔ مردِ قلندر بھیج رہا ہے اور مرشد گرامی منتظر بارہ سال کا طویل عرصہ مرشد گرامی کی خدمت میں گزارا۔ مقامات قرب وعروج حاصل کیے۔

حضور بابا جیؒ نے فرمایا: تمہارے لیے جو عظیم خزانہ ہے اُس کی قدر و قیمت کو صرف میرا اللہ ہی جانتا ہے۔ مزید ارشاد ہوا: اب آپ نے ایسی تجارت کرنی ہے کہ آپ کی دوکان سے مشرق ومغرب اور شمال و جنوب کی مخلوق سودا خریدے گی۔ پھر کیا ہوا؟ ویران جنگل میں ڈیرے لگائے جہاں اُن خدا والوں کے بسیرے ہوئے اور رحمت و برکت کے یوں پھیرے ہوئے کہ اب ہزار ہا کا قافلہ محبت و شوق کی منزل مقصود ہے اب جہاں والے اس عظیم روحانی مرکز کو دربار فیض بار نیریاں شریف کے نام سے جانتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔

نیریاں کا ذرّہ نور سے بھرپور ہے
آستاں خلدِ بریں ہے پیر محی الدینؒ کا

مرشد خانے سے ملنے والے خزانے کو نقشبندی پیمانے میں ڈال کر پوری دنیا میں اپنے شیخ و مربی کے مشن وفیض کو پھیلانے کے لیے قدرت نے پسند فرمایا۔

وہ خواجہ غزنویؒ کی ولایت نگر میں ۱۹۳۸ عیسوی میں جلوہ فرما ہوئے۔ حضور غوث غزنویؒ کی دعاؤں کا ثمر حسن و جمال کا پیکر جنہیں فطرتاً ولی اللہ ہونے کا اعزاز حاصل تھا زبان ولایت سے علاؤ الدین کے اسم بامسمیٰ سے پکارا گیا۔ آستانہ عالیہ کی فضاؤں میں طریقت کے عین نصاب کے مطابق تعلیم و تربیت کا آغاز کر دیا گیا۔ جوں جوں زندگی مقدس کے شب و روز بڑھتے جاتے توں توں باطنی فیوض و برکات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

باطن ظاہر سے اور ظاہر باطن سے زیادہ روشن منور ہونے کی وجہ سے صاحب نظر حضرات مقدس حضور قبلہ عالمؒ کو اس وجودِ باجود کے ذریعے فیضان کی وسعت اور آستانہ عالیہ کے روحانی عروج کی نوید سناتے اور مبارکبادیں پیش کرتے۔ حضرت خواجہ غزنویؒ حضرت علاؤ الدینؒ کے وجود میں وہ تمام صلاحیتیں اور برکتیں ملاحظہ فرما رہے تھے جن کے ذریعے آنے والے دور میں بابا جی موہڑویؒ کی دعاؤں اور عطاؤں کا اظہار ہونا ہے اور نیریاں کے آسمان پر آفتاب بن کر چاردانگ عالم میں نورِ معرفت کی ضیاء افشانی کرنی ہے۔

اس لیے والی نیریاں شریف نے اپنے اس ماہ پارے کی دنیاوی تعلیم کی ابتداء مقامی سکول سے ہی کر دی۔ حالات کے ناساز گار ہونے کے باوجود مروجہ دنیاوی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے اصل مقصود یعنی دینی تعلیم کے حصول کا اہتمام بھی ہونے لگا۔ درسیات میں مہارت کے لیے ماہر اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فقہ، حدیث، تفسیر، صرف، نحو، منطق اور ادب وغیرہ کے فن میں مہارت تامہ رکھنے والے اساتذہ کرام کے پاس آ کر حضرت سلطان العاشقین صاحب علم لدنّی خواجہ خواجگان خواجہ عبدالرحمٰن قادریؒ کے آستانہ عالیہ پر قائم جامعہ رحمانیہ ہری پور تشریف لے گئے اور انہی متلاشیان علم طلباء کرام میں شامل ہو گئے جو دن رات جامعہ میں ہی قیام پذیر رہتے۔ طالبعلمانہ زندگی بھی ایک سچے طالب علم اور سالک طریقت کی طرح ایسے گزاری کہ کبھی بھی کسی برتری کے رجحان کو قریب نہیں آنے دیا۔ خداداد صلاحیتوں اور حسن صورت اور سیرت کا خوبصورت امتزاج ہونے کی وجہ

سے اساتذہ کرام سمیت ہم مکتب ساتھی بھی آپ کا ازحد خیال رکھتے اور ہمیشہ آپ سے محبت و ادب سے پیش آتے۔

آپ کے ہم جماعت آپ کی درویشانہ زندگی سے اتنے متاثر ہوتے کہ وہ بھی نیریاں شریف حاضری دے کر آپ کے پیر بھائی ہونے کا شرف حاصل کر لیتے۔ آپ کے ہم مکتب جو اب جید علماء و مشائخ ہیں وہ جب آپ کے درسگاہ کے زمانے کی باتیں سناتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ آپ اُس عمر میں بھی مکمل شریعت و طریقت کے اداب کے مطابق شب و روز گزار رہے تھے۔ دراصل آپ خدا تعالیٰ کے خاص کرم اور نبی کریم ﷺ کی خاص عنایت بلکہ آقایانِ نعمت کی خاص مہربانی اور خداداد قوت نگہبانی کے سائے میں پروان چڑھ رہے تھے۔

ظاہری و باطنی علوم کا سفر ساتھ ساتھ جاری ہے۔ دربارِ عالیہ سے مسلسل رابطہ اور ضابطہ تاکہ جہدِ مسلسل کے سو فیصد رزلٹ میں کوئی رکاوٹ نہ آئے اور وجودِ مقدس علم وطریقت، حکمت و دانائی اور عقل وعشق کے حسین سنگم کی صورت اختیار کر جائے۔ حضور والد گرامیؒ جو شیخ و مربی بھی ہیں انہوں نے اپنی آغوش تربیت اور محبت و صحبت سے آپؒ کی شخصیت میں پوشیدہ گوہر افشانی کا آغاز کر دیا تھا۔ اب تو اُس بہار کے وقار میں دن رات اضافہ ہو رہا ہے۔ جس طرح ظاہری و باطنی علوم کے دروازے کھل رہے ہیں اسی طرح سلاسل طریقت کے اولیاء کرامؒ کی توجہات بھی اس نقشبندی شہباز کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔

دورِ طالب علمی

جامعہ رحمانیہ میں قیام کے دوران آپؒ کا معمول ہوا کرتا تھا کہ جامعہ میں تہجد کی ادائیگی کے بعد سائیکل کے ذریعے اکثر فجر کی نماز حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ کے مزار پُرانور سے ملحق مسجد میں ادا کرتے تھے۔ سردیوں کے ایام میں یہ سفر مزید کٹھن ہو جاتا۔ ایک دن وہاں حاضری کے لیے پہنچے، دل میں خیال آیا کیا ہی اچھا ہوتا اس وقت چائے کا ایک کپ مل جائے۔ دوسرے دن آپ جب وہاں حسب معمول آستانہ عالیہ پر پہنچے، مزارِ فیض بار پہ دعا میں مصروف تھے کہ وہاں اُس وقت کے سجادہ نشین تشریف لائے۔ آپؒ سے پوچھا: بیٹے! آپ کا نام علاؤ الدین صدیقی ہے؟ آپؒ نے فرمایا: جی ہاں۔ فرمایا: بیٹے! آج کے بعد آپ جب آئیں آپ کے لیے چائے موجود ہو گی۔ مجھے صاحب مزار نے گزشتہ رات حکم دیا ہے۔ مختلف مقامات پر مختلف درسیات کے ماہر اور فاضل اساتذہ کے ہاں زانوئے تلمذ طے کرتے ہوئے درپیش مسائل کو روایت و درایت کی اساس پر حل کرنے پر خوب قدرت حاصل کر لی۔

کتب متداولہ پر خاص مہارت میں بھی پیش رفت اور وہ بھی ہمہ جہت مہارت و قابلیت کی جلوہ نمائی اور وہ بھی تھوڑے عرصے میں حاصل کرنے کا اعزاز ہم مکتب ساتھیوں سمیت نامور اساتذہ کرام کی نظر میں بھی

قابلِ رشک بنا رہا تھا۔ استنباط و استخراج کا وہ جوہر جو قرآن و حدیث کے علوم کے لیے اساس کا درجہ رکھتا ہے جس کے ذریعے قرآن مجید کے رموز و اسرار تک رسائی نصیب ہوتی ہے لیکن اس کے لیے بھی کسی ابوالحقائق کی رہنمائی اور عقدہ کشائی کی ضرورت تھی۔

فیض رساں، صاحب علم، شیخ القرآن کے حضور آپ کچھ ایسے طالبعلمانہ اور متلاشیانہ انداز میں تشریف فرما ہوئے کہ وہ بھی آیت کے مفہوم بیان کرتے ہوئے جب کوئی رمز و عشق و محبت کی خاص بات کرتے تو آپ کو خصوصی طور پہ مخاطب کر کے بتاتے۔ قرآن کے حرف حرف اور لفظ لفظ کے تفسیری نکات سے آپ نہ صرف بہرہ مند ہوئے بلکہ ہمیشہ کے لیے قرآنی انوار و اسرار سے اپنے دل و دماغ کو آباد رکھتے ہوئے اپنی ہر تقریر اور ہر تحریر میں قرآنی آیات سے ایسا استدلال بھی فرمایا کرتے جو عوام و خواص کے قلب و روح میں راسخ ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ عالم ربانی حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے نورِ نظر کو اشاعت دین، ترویج علم و حکمت، نیابت اولیائے کاملینؒ کے عظیم منصب پہ فائز کرنے کے لیے روحانی دنیا سے منظور شدہ نصاب کے مطابق تلاشِ احسن کی ہمہ گیریت کے پیش نظر کہاں پڑھنا اور کس سے پڑھنا ہے کے فیصلے صادر فرما رہے تھے۔

قرآنی اسرار و رموز سے فیض یافتہ ہونے کے بعد صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین جو حدیث کی صورت میں موجود ہیں دراصل وہ قرآن کی عملی تطبیق کی حکایت ہیں۔ احادیث نبوی ﷺ کے مطالعہ کے بغیر کلام الٰہی کی علمی و عملی تعبیر سامنے نہیں آتی۔ معلّم کائنات ﷺ کی ذات اور آپ کے فرمودات کی رہنمائی کے ساتھ ہی قرآن مجید کو ضابطہ حیات بنایا جا سکتا ہے۔ یہ صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب قسمت سے کوئی ایسے شیخ الحدیث کی درسگاہ میسر آ جائے جو درسگاہ اور کسی مردِ درویش کی نگاہ کا فیض یافتہ ہو۔ جی ہاں! علم شریعت کا مخلص طالب اور راہِ طریقت کا یہ عظیم سالک نگاہوں اور دعاؤں کے سائے میں سفر کرتے ہوئے محدث اعظم، راز دارِ حقیقت و معرفت حضرت مولانا سردار احمد صاحبؒ کے علمی و روحانی مرکز کا رخ کرتے ہیں۔ پہلی ہی نظر میں صاحب نظر نے صاحب دل کو پہچان لیا۔ پہلے دن سے ہی خاص توجہ دینا شروع کر دی تا کہ مستقبل کے اس عظیم روحانی پیشوا کو اپنے عظیم روحانی و علمی فیضان کا وارث بنایا جائے۔

دیگر اساتذہ کرام سے بھی کرم نوازیوں کے سلسلے شروع ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کا یہ طرزِ تدریس تھا کہ آپ صرف حدیث کی لغوی و معنوی تحقیق پر اکتفاء نہیں کرتے تھے بلکہ علم و معرفت، عشق و ادب میں وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ یوں روحانی سماں قائم ہو جاتا کہ دل گریہ کناں اور پرنم آنکھیں سوئے مدینہ لگ جاتیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے قرب باطنی کے انوار پر بہار دوریاں دور کر دیتے۔ ایسا لگتا کہ یہ کلاس درِ رسالت مآب ﷺ کے آس پاس اور ذات رسالت مآب ﷺ کے سامنے جاری ہے۔ اللہ غنی! ایسی کیفیات اور لمحات میں استاد محترم بار بار اپنے شاگردِ رشید کی طرف خاص مشفقانہ انداز سے متوجہ ہوتے دکھائی دیتے۔ دیکھنے

والے اس محبت اور شفقت کے انداز میں محرم راز ہونے کی تعبیر سمجھتے تھے۔ اُس دور کے ہم مکتب ساتھی جو اب بذاتِ خود مفتیانِ دین متین اور مشائخ کرام میں شامل ہیں اُن میں سے بعض نے مختلف مواقع پر دوران طالب علمی کے احوال سنائے ہیں کہ لاجواب ذہانت، محنت، تقویٰ و طہارت، خُلق و محبت، علمی ذکاوت کے ساتھ ساتھ شب بیداری کا شوق، ملنساری، انکساری، خاندانی وجاہت کی پاسداری ہمہ وقت وجودِ باجود سے نمایاں رہتے۔

ایک خدا رسیدہ مفتی صاحب گویا ہوئے: اُس وقت کے ساتھی بھی ہم اچھی طرح باخبر تھے کہ یہ ہم میں سے ہوکر بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔ اس لیے حضرت قبلہ استاد محترم نے جب آپ کے دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے کے معمولات ملاحظہ فرمائے تو گویا ہوئے: صاحبزادے! میں آپ کے لیے الگ کمرے کا انتظام کرتا ہوں تاکہ آپ کے معمولات و مشاغل میں آسانی رہے۔ کسب فیض میں تیزی، مراقبہ، سحر خیزی ساتھ ساتھ ہیں آقایانِ نعمت کی نگاہ کی پاسبانی اور غوث الامتؒ کی نگرانی میں جہاں مشکل سے مشکل اسباق ازبر ہو رہے ہیں وہاں مقدس ارواح بھی روحانی فیض دینے میں مصروف ہیں۔

انہی دنوں میں خواب لاجواب دیکھتے ہیں کہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزارِ اقدس میں نیچے قبر شریف میں قدموں کی طرف کھڑے ہیں جبکہ شیخ الحدیثؒ سرہانے کھڑے ہیں۔ یہ روح پرور روحانی نظارے کی بہار کا ذکر حضور محدث اعظمؒ کے حضور عرض کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

آپؒ کا ہمیشہ معمول تھا کہ کلاس میں سب سے پہلے تشریف لے جاتے اور سب سے آخر میں وہاں سے تشریف لے جاتے۔ آج جب سارے چلے گئے آپ نے عرض کیا: میں کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: نہیں ضرورت بات کرنے کی۔ پھر اسرار کیا تو آپ گویا ہوئے: صاحبزادے! یہ کہنا چاہتے ہو نا کہ میں داتا صاحبؒ کے سرہانے اور آپ قدمین میں تھے۔ یاد رکھو! قدموں والوں کو فیض زیادہ نصیب ہوتا ہے۔ سبحان اللہ

استاد محترم نے جب دیکھا کہ دورۂ حدیث میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ علمی فیضان کا احاطہ ہو چکا ہے تو ایک دن خلوت میں بلا کر اپنے خصوصی اوراد و وظائف اور تبرکات عطا فرماتے ہوئے فرمایا: یہ وہ خاص وظائف ہیں جو میں نے اپنی اولاد کو بھی نہیں دیے ہیں۔ اس طرح تکمیل علم کی وہ دستارِ فضیلت وعظمت آپ کے سرانور پر سجا دی گئی۔ آپ کا چمکتا دمکتا وجود جو ظاہری و باطنی علوم و معارف کا امین بن چکا تھا والد گرامی حضور قبلہ عالمؒ رفعت علم کی جس عظیم منزل پر اپنے نوجوان صاحبزادے کو دیکھنا چاہتے تھے وہ حاصل ہو چکی تھی۔ علم و عمل، اخلاص و محبت، تقویٰ و طہارت، عظمت و صلاحیت کے جوہر نورانی کی فراوانی وجود میں دکھائی دے رہی تھی۔

آقایانِ نعمت نے بھی خوابوں میں آکر دستارِ خلافت عطا کرنے کی تائید کی تو پھر حضور بابا جی قاسم صادق موہڑویؒ کا عطا کردہ روحانی خزانہ حضرت غوث غزنویؒ نے حضرت خواجہ علاؤالدین صدیقیؒ کو عطا فرما کر

کے اپنی ذات و صفات کا مظہر بنا دیا۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی کمال حسن صورت و سیرت میں دکھائی دینے لگا۔

مردِ میداں میدان عمل میں

آپؒ طریقت کے مقتداء اور حقیقت کے رہنما کی حیثیت سے خواجہ غزنویؒ کے فیضان کی وسعت، تبلیغ و دعوت کے عظیم مشن کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ دانائے رازِ حقیقت حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

باز غیر از عقل و جانِ آدمی
ہست جانے در نبی و در ولی

عام انسانی جان کے علاوہ نبی اور ولی میں ایک جان ہوتی ہے۔

یہ بالکل حقیت ہے۔ یہی وہ جان ہے جو روحانی قرب و کرامتوں کی کان ہے۔ یہی وہ جان ہے جس میں سارا جہان ہے۔ قرب و معرفت کا سارا سامان ہے۔ جلوہ گاہِ نورِ عرفاں ہے۔ مہبطِ انوار حبِّ حبیب الرحمٰن ﷺ ہے۔ خواجہ غزنویؒ کا نائب عالم ربانی پیکر حسن و جمال جس کا دماغ عالمانہ ہے، سینے میں دل صوفیانہ ہے اور زبان حق ترجمان سے جاری ہونے والی گفتگو ادیبانہ ہے۔ طرزِ زندگی فقیرانہ ہے، اندازِ خطابت والہانہ ہے۔ زبان سے نکلنے والے الفاظ جن میں آبشاروں جیسا ترنم، پانی جیسی روانی، عشق و محبت کی جولانی ہے ماحول کو پرکیف بنا کر سامعین کے دلوں میں رقت اور سوز و گداز بپا کر رہے ہیں۔

شاید ہی کوئی سنگدل ہو جو اپنی آنکھوں سے چھلکنے والے آنسوؤں کو ضبط کر سکے۔ صورت دلنواز، روح پرانوار، پرمغز الفاظ دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔ جو آپ کی محفل ذکر و فکر میں ایک مرتبہ آتا ہے بس وہ آپؒ ہی کا ہو جاتا ہے، وہ ہمیشہ اس قافلہ عشق و محبت میں شامل رہتا ہے، جس کے رہبر کامل اپنی روحانی تصویر و روحانی تقریر سے باطن کی تطہیر کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ عقائد کی پختگی اور اخلاق و کردار کی درستگی کے درس جاری ہیں۔ سلسلہ طریقت وسیع ہو رہا ہے۔ عشق نبی ﷺ اور حبِّ الٰہی کے انوار سے روح و دل بیدار ہو رہے ہیں۔ عصیاں شعار نیکوکار بنتے جا رہے ہیں اور نیکوکاروں کے درجے بلند ہو رہے ہیں۔ چلتے ہیں تو لوگوں کا جلوس ساتھ ہوتا ہے، بیٹھتے ہیں تو جلسہ بن جاتا ہے اور کہیں قیام فرمائیں تو وہ گھر آستانہ بن جاتا ہے۔

نہ ادائے عاشقانہ نہ نوائے دلبرانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

بعض حضرات پیر مغاں کے آستانے پر رَش دیکھ کر ہش ہش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض ورثے

میں ملنے والی خانقاہ کے مجاور بھی للچائی ہوئی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ نیروی پیر جدھر بھی رخ کرتا ہے ایک زمانہ اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ بولتا ہے تو موتی رولتا ہے۔ ہم اتنے پرانے آستانے پر ہیں لیکن پذیرائی حاصل نہیں۔

قارئین ذی وقار! خانقاہی نظام عرصہ سے جہالت کی نذر ہو گیا ہے۔ جہاں روح قرآنی اور سیرت رسول عربی ﷺ کی تعلیم و تربیت لوگوں کو میسر ہوتی تھی اب وہاں صرف تعویز گنڈھوں کا کاروبار کیا جاتا ہے۔ جہاں فقراء و غرباء کی دلجوئی ہوتی تھی اب وہاں نیکوکاروں کی اولادیں بھی عبادت و ریاضت سے دور ہو کر رسم و رواج میں کھو گئیں اور نکمّی ہو گئیں۔ اب آستانہ دنیا کمانے اور تعویز بیچنے کا کارخانہ بن گیا، الا ما شاء اللہ۔ استثناء ہر چیز میں ہوتی ہے لیکن شومئی قسمت وہ بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن وُلی نیّریاں شریف نے اپنے جانشین کی تربیت اس طرح نہیں کی کہ وہ مجاور بنے بلکہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی حیثیت سے عملی میدان میں اترے اور حق کے ظاہری و باطنی دشمنوں کے مقابل لشکر کے سپہ سالار کی ڈیوٹی پر مامور رہے۔ نورٌ علیٰ نور رہے اور سعادتوں سے بھرپور رہے۔

چونکہ آستانہ عالیہ کے ابتدائی اور ابتلائی سخت کٹھن حالات و مشکلات سے گزرنے اور درسگاہ میں عام طلباء کے ساتھ چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھنے سے آپؒ کی صلاحیتوں کو بے پناہ معراج نصیب ہوئی۔ بحمد اللہ ﷻ ہمہ وقت مستند عالم اور جاذب نظر صوفی کے ظاہر و باطن پر شریعت و طریقت کے راج کا پہرا دکھائی دیتا ہے۔

ذرا اس طرف آ کے بھی دیکھیں
عجب رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

جی یہ عالم تو ہیں لیکن خشک مزاج نہیں۔ یہ محض گوشہ نشین صوفی نہیں بلکہ مخلوق خدا کے درمیان رہتے ہوئے ان کی اچھائی اور برائی کا سامنا کرتے ہیں۔ اُن کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ پریشان حالوں کی دلجوئی کرتے ہیں۔ زمانے کے ستائے ہوئے لوگوں کو اتنا پیار اور اپنائیت دیتے ہیں کہ اپنے غم بھول جاتے ہیں اور اُن کے دکھوں اور مسائل کا حسب ضرورت مداوا کرتے ہیں۔ پیری پر فقیری کو ترجیح دینے والے ہیں۔ پیر تو ہیں مگر تکبر و نخوت، تصنع و بناوٹ، حرص و لالچ سے بہت دور ہیں۔ صاحب حسن و جمال، صاحب جود و نوال خوش خصال و خوش مقال جانشین ہیں جو بہار کی طرح اپنے انوار تقسیم کرتے ہوئے تن و من کے بیماروں کی شفایابی کا اہتمام کرتے جا رہے ہیں۔

پیر صدیقیؒ عالمانہ گفتار اور صوفیانہ کردار کے مالک ہیں۔ جہاں کتابوں کی جزئیات، کلیات اور عبارات سے آشنا ہیں وہاں زمانے اور آنے والے زمانے کی ضروریات سے بھی آگاہ ہیں۔ مطالعہ بھی ہے اور ضرورت پڑے تو حق و صداقت کو ثابت کرنے کے لیے مجادلہ و مناظرہ بھی ہے۔

شعلہ مقالی اور تلقین غزالیؒ ایک ساتھ سفر کر رہی ہے۔ صرف تسبیح کے دانے ہی نہیں پھیرتے بلکہ روح و دل کی دنیا بدلنے کے ماہر بھی ہیں۔ باذن اللہ جل جلالہ قادر بھی ہیں۔ ذکر و درود اور اوراد و ظائف پڑھتے اور پڑھاتے بھی ہیں۔ نفسانی حجابات ہٹاتے بھی ہیں، معارف و لطائف بتاتے بھی ہیں۔ آنے والے کو بیعت کر کے مرید بنانا مقصود نہیں ہے بلکہ قرینہ کے ساتھ اُس کے سینہ کو بے کینہ کر کے محبتوں کا مدینہ بناتے ہیں۔ حاذق حکیم کی طرح یہ روحانی طبیب شریعت و طریقت کے احکام و ادب کے حصار میں رہتے ہوئے ہر آنے والے بیمار کا علاج کرتے چلے جاتے ہیں۔

بندگانِ خدا سے پیار بھی پروردگار اور حبیب کردگار ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے ہے۔ جی ہر آنے والا، ملنے والا یہی سمجھتا ہے کہ شیخ مجھ سے زیادہ پیار، محبت اور شفقت فرماتے ہیں۔ جن کی پرنور صورت کا دیدار یادِ خدا اور جن کی خُلُقِ رسول ﷺ کی مہک پھیلاتی ادائیں یادِ مصطفیٰ ﷺ کا سبب بن رہی ہیں۔

غافلین کی غفلت دور ہو رہی ہے۔ طالبین کی حسرت پوری ہو رہی ہے۔ سالکین کی ہمت بندھ رہی ہے۔ غرباء کو صبر و حوصلہ کی سوغات مل رہی ہے۔ امراء اور صاحب ثروت افراد کو معاشرے کے مفلوک الحال لوگوں کی خدمت و خیرات کی تلقین کی جا رہی ہے۔ دینی و دنیاوی علوم وفنون کے حصول کو ازحد ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ طلب علم کی جوت جگائی جا رہی ہے۔ علم، علماء اور فضلاء کی قدر بڑھائی جا رہی ہے۔ حاضرین و ذائرین بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ زندگی کے جس شعبے سے بھی کوئی تعلق رکھتا ہو ہر طرح کی رہنمائی اس رہبر کامل سے حاصل کرتا ہے کیونکہ یہ مرشد، معلّم اور مفکر و مدبر بھی ہیں۔ دینی و روحانی رنگ کے ساتھ دنیوی آھنگ و ڈھنگ سے بھی پوری طرح باخبر ہیں۔ قدیم و جدید کا خوبصورت امتزاج ہیں جس پر خلوص وللّٰہیت کا راج ہے۔ چہرے کے خدوخال سے دلوں کا راز جاننے والا وجود باجود ہے۔

راز دارِ حقیقت صاحب کشف ونظر رکھنے والا پیر کامل ہے۔ ایسے صاحب وجاہت شیخ کامل جو بیک وقت عالمانہ جلال صوفیانہ جمال اور فقیرانہ کمال کے حامل ہیں کہ جن کے سراپا قدس حلیہ میں انوارِ ربانی کے جلوئے، کردار میں سیرت نبی ﷺ کی جھلک، عقائد ومعمولات میں صحابہ کرامؓ و اہل بیت اطہارؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ، ماقبل اولیائے کاملینؒ، علمائے ربانیینؒ کی تائید و اتباع، ادب و احترام اور نور و رحمت کے مظاہرے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

آفتاب علم و حکمت اور لاثانی ولی
جانشین علاؤالدینؒ ہیں پیر محی الدینؒ کے

اب حضور قبلہ عالمؒ کی رہنمائی اور پشت پناہی کا فیضان سورج کی کرنوں کی طرح پھیلنے لگا۔ روحانی دورے دُور دراز علاقوں کے شروع کر دیئے گئے۔ محافل ذکر وفکر سجنے لگیں۔ نورِ معرفت سے دل و دماغ روشن

ہونے لگے۔ تصوف و طریقت کے اسباق و معمولات کے ساتھ ساتھ حق و صداقت کے خلاف اٹھنے والے فتنہ و خدشات دور کرنے کے لیے قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین جوابات دیئے جانے لگے۔ اب نیریاں شریف کے باسیوں تک یہ سلسلہ تبلیغ و ارشاد محدود نہیں رہا بلکہ کشمیر و پاکستان کے اطراف میں بڑے جلسے، جلوس اور کانفرنسز اور اعراس آپ کی قیادت و سیادت میں منعقد ہونے لگے۔

اس وقت حضرت شیخ بابرکت جوانی کے ماہ و سال میں ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے آپ کی عزت و شہرت، وجاہت اور خطابت و کرامت کے قصیدے چہار دانگ عالم میں پڑھتے جا رہے ہیں۔ ہزاروں سننے اور لاکھوں دیدار کے لیے بے تاب ہیں۔ حتیٰ کہ برصغیر سے باہر غیر ممالک میں بھی دلوں کی دنیا تسخیر ہونے لگی۔ حدیث قدسی کے مطابق بارگاہ ایزدی میں محبوبیت کا تاج نصیب ہو جائے تو آسمانوں کے ساتھ ساتھ زمینی وسعتوں میں قبولیت عامہ نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

بارگاہِ مصطفوی ﷺ سے منظوری اور حضوری کے سند یافتہ آقایانِ نعمت خواجگان ذی شانؒ کے فیض یافتہ جب مسند قطب الارشاد و نقیب اولیاءؒ پر فائز ہو جائیں تو پھر اُن کی شہرت و قبولیت کے بینرز کارکنانِ قدرت خود ہی لگاتے پھرتے ہیں۔ بے شمار اہل ایمان بیعت کا شرف حاصل کر کے سنگی و ساتھی ہونے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔

شب و روز مصروفیات کی انتہا پر ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضور قبلہ عالم والد گرامیؒ شیخ و مربی کی خدمات عالیہ میں ادب و احترام کے ساتھ بھرپور خدمت بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بڑھاپا، ضعف و نقاہت کے شب و روز میں خاص ڈیوٹی بجا لاتے۔ اپنی صحت و آرام کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ تہجد کے وقت بھی وضو میں مدد کرتے۔

نیریاں شریف کے آفتاب و ماہتاب کی ایک وقت میں زیارت کرنے والے بتاتے ہیں کہ حضرت صدیقی صاحب راستے میں چلتے ہوئے اُس جگہ پر پاؤں نہیں رکھتے جہاں حضور قبلہ عالمؒ قدم مبارک رکھتے تھے۔ بلکہ آپ کے سائے پر بھی قدم نہیں رکھتے۔ والد گرامیؒ جو شیخ بھی ہوں اس قدر ہمہ وقت ادب و احترام کا خیال رکھنا یہ بھی آپ کا خاص اعزاز ہے۔ یہی وہ ادب و محبت کی خاص ادائیں ہیں جنہیں دیکھ کر مرشد و مربی نے سینہ اطہر کے خاص فیوضات دینے میں دیر نہیں فرمائی۔

آفتاب و ماہتاب حرمین طیبین میں

حضرت صدیقی صاحبؒ کی عمر غالباً 21 سال ہے۔ والی نیریاں غوث غزنویؒ حج کی سعادتوں سے بہرہ یاب ہونے حرمین طیبین کا ارادہ فرماتے ہیں۔ سب انتظار میں ہیں کہ سفر کے دوران خدمت کے لیے کس کا نصیبا

جاگتا ہے۔ پوچھنے پر فرمایا: پیر صدیقی میرے ساتھ جائیں گے۔ سبحان اللہ۔ نہ جانے کس بارگاہ سے اشارہ ملا کیونکہ روحانی نصاب کی تکمیل پر روحانی مقام پر تفویض ہونے کے ساتھ ساتھ قرب و معرفت کے مزید عروج کو منظور کرانے کا وقت آ گیا تھا۔ اللہ غنی۔

جو مزید لوگ ساتھ تھے وہ بتاتے ہیں کہ سفر کی صعوبتوں میں جو خدمتوں کا انداز آپ نے جاری رکھا وہ صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اپنی نیند و آرام کا خیال بالکل نہیں رکھتے۔ ہمہ وقت خدمت کے لیے تیار کھڑے رہتے۔ ہر روز تہجد کے وقت پہلے اٹھ کر غسل خانہ کی صفائی کر کے پھر دروازے پر دستک دیتے تو آپؒ فرماتے بیٹے! کیا تہجد کا وقت ہو گیا؟ آپ عرض کرتے: جی حضور۔ یہ بھی روزانہ کا معمول تھا کہ اس سے پہلے دس پارے قرآن پاک کی تلاوت بھی فرماتے۔

صرف فرائض، واجبات، سنن ادا کرتے باقی سارا وقت خادمانہ انداز میں بیٹھ کر حضور قبلہ عالمؒ کی پرنور صورت کے جلوے لوٹنے میں صرف کرتے۔ حرم کی فضا نے پھر وہ سہانے لمحات بھی رحمتوں کی برسات میں دیکھے کہ حضور قبلہ عالمؒ نے ایک ہاتھ خانہ کعبہ کی دیوار پر رکھا اور دوسرا دست ولایت مرشد کریم کے سر پر رکھا۔ عرض کناں ہوئے: یا اللہ جل جلالہ! اسے میں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ پھر اس سفر کے دوران ذوق و شوق، عشق و مستی و انوار و تجلیات اور رحمتوں کی برسات کتنے عروج پر ہوئی ہو گی جب تاجدار کائنات قاسم جنت و کوثر ﷺ کے حضور قدمین شریفین میں دامن طلب پھیلا کے بیٹھے ہوں گے۔ طلب میں عجز و انکساری کس مقام پر تھی؟ اپنے جانشین کے لیے کیا کچھ مانگا؟ یہاں اپنا ہاتھ رکھنے کے بجائے رحمت العالمین راحت العاشقین ﷺ کے حضور ہی اس عاشق صادق نے کیا اپیل کر دی ہو گی؟

یہ سب راز ہیں کوئی صاحب دل صاحب نظر اور صاحب حال ہی جانے۔ البتہ اس کے بعد وسعت فیضان عظمت و شہرت کا اعلان اور وہ بھی سارے جہان میں نیریاں شریف کے ان دو تاجداروں کا ہوا قریب ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ جانے دنیا کی وسعتوں میں یہ روحانی ترانے کی صدائیں کیسے بلند ہونا شروع ہو گئیں کہ ہر طرف سے طالبان حق مرد و زن مرکز انوار و تجلیات نیریاں کی طرف محوِ سفر ہو گئے۔ یہ پہلے سے کہیں زیادہ انسانوں کے جھنڈ کے جھنڈ اللہ ھو کی ضربوں کے ساتھ حاضر دربار ہو رہے ہیں۔

نیریاں میں بٹتی ہے خیرات مدینے کی
رہتی ہے وہاں ہر دم ہر بات مدینے کی
کیا سیف نگاہی ہے جس پہ وہ نگاہ ڈالیں
بس جاتی ہے اُس دل میں اک ذات مدینے کی

قبلہ عالمؒ کا شہزادہ ہے ساقی میخانہ
ہوتی ہے صدا اُن پہ عنایات مدینے کی

پھر کیا تھا اس کے بعد حضرت صدیقیؒ کے لیے حرمین طیبین کی حاضریوں کا سلسلہ ایسا رواں ہوا تقریباً سولہ حج اور بے شمار عمرے نصیب ہوئے۔ ایک مرتبہ تحدیث نعمت کے طور پہ اپنے خاص ارادت مندوں میں فرمانے لگے: اب حج پہ جانا اس لیے چھوڑا کہ کہیں نفس میں بڑھائی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ ایک حج کے علاوہ سب حج میں نے سرکار کونین ﷺ کے نام پہ ہی ادا کیے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

وطن واپسی پر کراچی سے نیریاں شریف تک اہل ایمان نے والہانہ استقبال کیا۔ روزمرہ کے معمولات، دوردراز علاقوں میں خطابات، محافل ذکر وفکر کا ایسا تسلسل قائم ہوا کہ دن رات سفر میں بسر ہونے لگے۔ لیکن غوث الامتؒ نے ارشاد صادر کیا کہ اب آپ کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ آقایان نعمت، شریعت وطریقت کے فرمانروا، ائمہ اہل بیت اطہارؓ، صحابہ کرامؓ وعلمائے ربانیینؒ کے مزارات پر حاضری دیں۔

آقایانِ نعمت کے حضور حاضری

حکم کی تعمیل میں اپنے دو چار خوش نصیب ساتھیوں کے ساتھ یہ روحانی سفر شروع کیا۔ کربلائے معلیٰ، نجف اشرف شریف حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ ولایت اور دیگر اہل بیت اطہارؓ کے نفوس مقدسہ کے مزارات پر کئی دن مراقب رہے۔ اُن کے فیضان کرم سے مستفیض ہوئے۔ تحدیث نعمت کے طور پہ فرمایا: جس جس کی بارگاہ میں حاضر ہوا انھوں نے مجھ سے پردہ نہیں کیا۔ ہر ایک نے دیدار بھی دیا اور فیضان بھی۔ مرحبا۔ فرمانے لگے: جب حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کے مزار پر حاضر ہوا تو دروازہ بند تھا، باہر سے ہی حاضری دی۔ تھوڑی سی طبیعت پہ ناگواری بھی ہوئی کہ کچھ دیر قدموں میں بیٹھنے کا موقع مل جاتا۔

واپس قبرستان سے ابھی گزر ہی رہے تھے کہ آگے سے ایک نہایت ہی وجیہ شخصیت سر پہ عمامہ، سادہ لباس مگر وجود مطہر پہ انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کے ساتھ ہی سینے سے لگاتے ہوئے فرمایا: مجھے ہی امام غزالیؒ کہتے ہیں۔

بارگاہ اہل بیت اطہارؓ سے خاص نوازشات

اس روحانی دورے کے دوران عظیم الشان صالحین امت کے مزارات پر حاضر ہو کر صاحب مزارات کی زیارت وملاقات کا روحانی سلسلہ بخوبی جاری رہا۔ اسی طرح وہ مزارات جو کسی ہستی کے ساتھ منسوب ہیں حالانکہ وہاں اُن کے جسم مقدسہ نہیں ویسے ہی اُن کا مقام مزار مشہور کر دیا گیا۔ شام اور دیگر ممالک میں ایسا ہی

ہے۔لیکن آپ اُسی مزار پر حاضر ہوئے جہاں واقعتاً وہ ذات جلوہ فرما ہے۔

اہل بیت اطہارؓ کی جلوہ گاہوں میں حاضری کئی دنوں پہ محیط ہے۔کئی مزارات کے متولی صاحب مزار کے خواب میں اشارے پر آپ کے دست اقدس پر بیعت حاصل کرنے لگے۔سید الشہداء امام عالی مقامؓ کے سرانور کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔لیکن کربلائے معلٰی کے بعد مصر میں جامعہ الازھر کے باہر مسجد الحسینؓ میں جو مزار اقدس ہے وہاں حاضری دیتے تھے۔

ایک دفعہ آپ تین دن متواتر مراقب رہے۔کئی کئی گھنٹہ پرنم آنکھوں سے تشریف فرما رہے۔ اس دوران آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی ہے۔مرشد کریمؒ کی بارگاہِ حسینیؓ میں اس قدر رقت آمیز حالت ساتھیوں نے بتائی بحمد اللہ تعالیٰ ایک سفر کے دوران خاکسار مناسب موقع پاتے ہی عرض کناں ہوا کہ حضور! سنا ہے کہ آپ مصر میں مسجد الحسینؓ میں مقام شریف پہ تین دن حاضری دیتے رہے اور دوران حاضری مسلسل آنکھیں آنسو برساتی رہیں؟ فرمایا: ہاں میرے یار ایسا ہی ہوا حضرت امام حسینؓ وہاں ہی جلوہ فرما ہیں آپؓ نے کرم کرتے ہوئے پردے ہٹا دیئے اور کربلا کا سارا منظر عام میرے سامنے کر دیا۔ ساتھ فرماتے جاتے: دیکھ کلمہ پڑھنے والوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ پھر کیا تھا آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ یہ رقت آمیز کیفیت کئی دن جاری رہی پھر زیارت کے ساتھ اس کیفیت سے باہر آیا:

سالک جو خاص عنایت تھی امام حسینؓ کی
مرشدؒ پہ اُس عطا کو ہمارا سلام ہو

بدعقیدگی کے رَد کرنے پر عنایت خاص

عاشق شاہ ھدیٰ ﷺ مرشد قلب و روح راولپنڈی میں زیر علاج ہیں وہاں خارجیت کے مرض سے دوچار ایک فوجی آفیسر آپ کی صورت و سیرت کی جاذبیت سے متاثر ہوئے بغیر دیگر عملہ کی طرح نہ رہ سکا ایک دن سوال کرنے لگا کہ حضرت! یہ بتائیں جب تینوں خلفائے راشدینؓ کے دور میں دارالخلافہ مدینہ منورہ تھا تو حضرت علی المرتضیٰؓ کوفہ کیوں لے گئے؟ آپ نقاہت کے باوجود دلائل دیتے رہے۔ پھر آپؒ نے فرمایا: کرنل صاحب! وہ لوگ جنھیں بارگاہِ رسالت ﷺ تک رسائی ہے وہ اپنی مرضی سے وہاں نہ آتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ تو اُن سب خدارسیدہ لوگوں کے امام ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ کی منظوری کے بغیر یہ قدم اٹھایا ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی حالت غنودگی طاری ہوگئی ۔فرماتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں قدمین شریفین میں کوئی دوسرا بندہ وہاں موجود نہیں مواجہہ شریف کی طرف سرکار دوعالم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور میرا نام لے کر پکارتے

ہیں۔ میں ادب کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔حضور نبی پاک ﷺ عربی زبان میں فرماتے ہیں: دیکھو! یہ جو میرے دامن میں ہے اس کو امام حسینؓ کہتے ہیں۔ مجھے جانتے ہو؟ مجھے کونین کا سلطان کہتے ہیں۔ فرمایا: پیچھے دیکھو میں نے پیچھے دیکھا تو ایک شخصیت کھڑی تھی جاہ و جلال کے ساتھ، پوری تمکنت اور عظمت کے ساتھ، قدرت اور فطرت کے سارے تقاضوں کی جامع، حضور نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں: وہ علیؓ ہیں۔ وہ دیکھتے ہو پردہ؟ اس پردے کے ساتھ دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے فاطمہؓ کھڑی ہیں۔ بس اتنا یاد رکھو حسینؓ میرے دامن میں، علیؓ سامنے کھڑے ہیں اور فاطمہؓ دیکھ رہی ہیں۔ تمہارے لیے اتنا کافی ہے کہ میں حسینؓ اور علیؓ اس کائنات کی زندگی ہیں۔ حضور قبلہ عالم کے حکم پہ فیضان کی وسعتوں میں عروج کا یہ سفر تمام تر عنایات و زیارات کے ساتھ جاری ہے۔

اب غوث الثقلین سیدنا حضور غوث الاعظمؒ کے دربار گوہر بار میں کرم نوازی کی کیا صورت حال رہی، حضرت شیخؒ کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔ ''میں غوث اعظمؒ کے بارے میں ایک بات کروں گا۔ کیونکہ وہ بھی میرے شیخ ہیں جس طرح آپ سب کے بھی شیخ ہیں۔ لیکن جس طرح میرے ہیں اس طرح آپ کے نہیں ہیں۔ وہ بالواسطہ آپ کے شیخ ہیں میرے بلا واسطہ شیخ ہیں۔ میں بغداد شریف گیا۔ سات روز قبر انور کے قریب مراقب رہا۔ سات روز گزرے ساتویں دن تنہائی تھی اندھیرا تھا بتیاں بند تھیں، دروازہ مقفل تھا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی۔ ایسا لگتا تھا کہ کوئی آ رہا ہے۔ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا پاؤں کی آہٹ قریب سے سنی تو میں نے جب دیکھا تو روشنی تھی۔ بتیاں بند تھیں مگر روشنی تھی۔ بلب بند تھے مگر روشنی تھی۔ میں کھڑا ہو گیا۔ ایک دفعہ چہرۂ اقدس پہ نظر پڑی تو آپ نے میرا نام لیا۔

فرمایا: تم سات دن یہاں بیٹھے رہے، میں سات دن تیری تطہیر کرتا رہا۔ سات دن تجھے روحانی فیکٹری میں داخل کیا۔ مکمل کر کے آج میں تجھے ملنے آیا ہوں۔ واللہ ثم واللہ تاللہ باللہ میں باوضو اہل ایمان کے سامنے بول رہا ہوں۔ علماء کے سامنے بول رہا ہوں کہ حضور غوث اعظمؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا: لوگ بالواسطہ مرید ہیں اور تم بلاواسطہ میرے مرید ہو۔

تحدیث نعمت کے طور پہ ایک مرتبہ فرمانے لگے: حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی بے شمار مرتبہ زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بارگاہِ پنجتن پاک علیہم السلام سے کرم نوازیاں کے یہ پہرے ساری زندگی جاری رہے جس کا اپنے خاص بندوں سے بھی تذکرہ فرماتے رہے۔

پنجتنؓ کی بارگاہ سے جام پیئے صبح و شام
سالک تیرے پیرؒ کی مئے خواری کو سلام

حضرات گرامی! روحانی دنیا کے عظیم پیشواؤں کی پشت پناہی اور راہنمائی میں یہ بے باک مردِ خدا اپنے وعظ و تقریر اور حسن اخلاق سے اشاعت دین اور اعلائے کلمۃ الحق کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے کہ پھر مدینہ

شریف قیام کے دوران ایک خوبصورت وجاہت سے مزین ولی اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے مژدہ سنایا کہ عنقریب ایک بڑی بارگاہ سے آپ پہ مزید کرم ہونے والا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: پھر ایک دن سہانا خواب دیکھتا ہوں حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین چشتیؒ کا دربار سجا ہے۔ اُن کے دائیں جانب ایک سیٹ خالی ہے، تو میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور سوچ رہا ہوں کہ آپؒ کائنات کے اندر ایک مشہور شخصیت ہیں۔ میں کہاں پہنچ آیا؟ تو وہ مسکرا کے فرماتے ہیں: ادھر آؤ دیر نہیں کرو کیا مدینہ منورہ میں میرا پیغام تمھیں نہیں ملا تھا؟ واللہ ثم واللہ کیا مدینہ منورہ تمھیں میرا پیغام نہیں ملا تھا؟ میں بیٹھ گیا، فرمایا: لایئے ہاتھ۔ ہاتھ پکڑ کے کچھ چیزیں بتائیں کچھ پڑھایا پھر کچھ توجہ فرمائی۔ اس کے بعد ایک چاندی کا جام تھا ایک بڑے سائز میں جو درمیان میں رکھا ہوا تھا۔ اُس زریں زرنخش پہ لکھا ہوا تھا موٹے الفاظ میں۔ تو فرمانے لگے: اس کو اٹھاؤ۔ میں نے سمجھا خالی پڑا ہوا ہے اٹھانے میں کیا دیر لگے گی ایسے اس کو اٹھا لوں گا۔ نہیں سنبھل کے اٹھاؤ اس طرح نہیں اٹھتا۔ میں پھر دونوں ہاتھوں کے ساتھ قریب ہو کے اٹھانے لگا بڑی ہمت اور کوشش کے ساتھ اسے آہستہ آہستہ اٹھا کر اپنے سینے تک لایا فرمانے لگے: اس سے آگے یہ نہیں جائے گا۔

یہی اس کی منزل ہے جو تجھے ملنا تھا مل گیا ہے۔ آج کے بعد میں تمھاری حفاظت بھی کروں گا اور تمھاری کفالت بھی کروں گا۔ کفالت و حفاظت کی ضمانت انھوں نے عنایت فرمائی۔ پہلے بھی ذوق تو تھا ہی مجھ میں لیکن اس کے بعد میں تھوڑا چشتی بھی ہو گیا ہوں۔ اس کے ساتھ فرمایا کہ: ایک بار آپ کو میرے پاس آنا پڑے گا۔ تو میں نے عرض کیا: جب بھی آپ بلائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں دعوتاً کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے ہی بلایا تھا۔ انہی دنوں آپ بھارت کے روحانی دورے سے واپس آئے تھے۔

برطانیہ کا سفر

خواجگان نقشبندؒ نے اپنے اس شہباز کی پرواز کچھ ایسے انداز میں کر دی تھی کہ بانداز اویسی جو دیگر سلاسل کے اولیائے کاملین ہیں بلا کر اور آ کر فیضان عطا کرتے ہیں۔ بیک وقت وجود مقدس نقشبندی، قادری اور چشتی میخانوں کے ساقی کی حیثیت سے جام گردش میں رکھے ہوئے سوئے قلوب بیدار کر رہے تھے کہ برطانیہ کے عوام وخواص کی طرف سے بڑی شدت سے دعوت مل رہی تھی کہ آپؒ تشریف لائیں۔

یہاں آپ جیسے مبلغ دین کی از حد ضرورت ہے۔ آپ کی بھی خواہش تھی لیکن والد گرامی حضور قبلہ عالمؒ ہر بار رکاوٹ بن جاتے۔ دراصل وہ اپنے اس نورِ نظر کو اتنے دور بھیجنا نہیں چاہتے تھے۔ سب سفارشیں بھی ناکام ہو گئیں قبلہ حضرت صاحبؒ نے خود فرمایا: پھر لاہور کا سفر کر کے قدوۃ السالکین حضور داتا گنج بخشؒ کے قدموں میں آ کے مراقب ہو گیا۔ تین دن بعد حضور داتا صاحبؒ نے کرم فرمایا۔

کچھ ہدایات و ارشادات کے بعد فرمایا: جاؤ، اب والد گرامی نہیں روکیں گے۔ وہاں سے خوشی خوشی نیریاں شریف پہنچا۔ جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوا تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا: حاجی صاحب! آپ نے بڑی اونچی سفارش کرائی ہے، جاؤ اب میری طرف سے بھی اجازت ہے تیاری کرو۔ شاید حضور بابا جی موہڑویؒ کی عطا کردہ بشارت کی تعبیر کے ظہور کا وقت آن پہنچا تھا۔ چنانچہ عظیم روحانی خزانہ مغرب کے باسیوں تک پہنچانے کے لیے نقیب اولیاء کی حیثیت سے 1966ء میں برطانیہ میں ورود مسعود فرمایا۔

علم و حکمت، اخلاص و محبت، تقویٰ و طہارت، محنت و ریاضت کا یہ عظیم شاہکار فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت خوش جمال و خوش خصال رہبر کاملؒ کا دیارِ غیر میں آنا اسے دیارِ خیر بنانے کی ازلی تدبیر ہے کہ یہاں مراکز قائم کر کے پوری دنیا میں اسلام کے امن و عافیت، تصوف و طہارت کے افکار اور خُلق محمدیﷺ اور سیرت نبوی ﷺ کی مہکار کو غفلت شعار دین سے بیزار کفار و اغیار تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔

دوسری طرف جو مسلمان حصول رزق کے لیے سات سمندر پار یہاں پہنچے مال بڑھانے کے چکر میں ہمہ تن دنیاوی ہوس میں مگن ہو گئے۔ باہم دولت بڑھانے، کوٹھیاں سجانے اور بڑی سے بڑی گاڑی خریدنے کے مقابلے جاری ہیں۔ مالی معاملات سے ذرا فراغت ہونے کے بعد بعض حضرات کو عاقبت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ مساجد کی تعمیر ہونا شروع ہو گئی لیکن یہ تعمیر کرنے والے سادہ سنّی لوگ جو زیادہ تر پسماندہ و دیہاتی علاقوں سے یہاں آئے جو خاطر خواہ اسلامی معلومات، عقائد و معمولات سے آگاہ نہیں تھے جس سے بدعقیدہ جماعتیں یہاں منظّم ہو گئی تھیں لہٰذا اہل سنت والجماعت کی تعمیر کردہ مساجد پر وہ بڑی تیزی سے حملہ آور ہونے لگے۔

برطانیہ میں آمد کے ساتھ ہی دنوں میں طول و عرض سے مسلمانوں سے ملاقات و زیارت اور اس کے ساتھ ساتھ خطابت کے ذریعے رابطے اور ضابطے بحال ہونا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے برطانیہ بھر سے خوش آمدیدی دعوت نامے ملنا شروع ہو گئے۔ شہر شہر بڑے بڑے اجتماع ہونے لگے۔ نقشبندی پیر اپنے مزاج وطریقت کے راج کے مطابق لوگوں کی احتیاج کو دیکھتے ہوئے تبلیغ و تقریر کے ذریعے تربیت کرتے جا رہے ہیں۔ عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی، محبت و معرفت الٰہی، نبی کریم ﷺ کا ادب و عشق اور دنیا کی بے ثباتی کے عنوانات اپنے عالمانہ گفتار اور صوفیانہ افکار سے بیان کرتے جا رہے ہیں۔ باطل نظریات کے جال ٹوٹنے لگے۔ مسلمان اُن کے بد اقوال اور برے حال و اعمال سے آگاہ ہونے لگے۔ نئی مساجد و مراکز بھی قائم ہونے لگے۔

مسلکی غیرت وحمیّت بیدار ہونے لگی۔ کئی کمیٹیوں اور مساجد سے بدعقیدہ لوگوں کو نکلنا پڑا۔ کئی دفعہ مناظرے کی دعوت بھی باطل کے ایوانوں سے آنے لگی۔ انھیں شاید علم نہیں تھا کہ ان کے مد مقابل کوئی روایتی پیر نہیں ہے جامع معقول المنقول شخصیت ہیں۔ عالم ربانی ہیں، علوم ظاہر و باطن کے امین ہیں، نباض وقت ہیں۔ حق کے داعی اور مرشد کامل ہیں، نائب غوث جیلانیؒ ہیں۔ راہنمائی کا سلیقہ جاننے کے ساتھ ساتھ حالات کے

جملہ تقاضوں سے بھی باخبر ہیں۔ لہٰذا بدعقیدگی کے سارے چکر اس مردِ بے باک کے سامنے چکنا چور ہوتے گئے۔ حق وصداقت مزید نکھر کے مخلوق خدا کے سامنے واضح ہوتی گئی۔

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

عزم و حوصلہ، جرات و استقامت کے اس کوہ ہمالیہ کی شب و روز کی محنت سے گھر گھر رشد و ہدایت، شریعت وطریقت کے انوار پہنچنے لگے۔تھوڑے ہی عرصے میں ایک مربوط ومضبوط سلسلہ طریقت قائم ہو گیا۔مشن محمدی ﷺ کی ترویج و اشاعت کی راہیں ہموار ہونے لگیں۔محافل ذکر وفکر سجنے لگیں۔ارادت مندوں کے جھرمٹ میں پیر صاحبؒ کی کوٹھیوں، گاڑیوں اور ان کے بینک بیلنس بڑھانے کی روایتی باتیں نہیں ہوتیں۔ جو بھی ان کے پاس آتا ہے بیٹھتا ہے اسے اللہ ﷻ کی محبت،حضور نبی پاک ﷺ کے عشق وعقیدت کے جام پلائے جاتے ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی اور فانی ہونے کے درس دے کر آخرت کی تیاری کا جذبہ دیا جاتا ہے۔ خدمت خلق کو عنوان بنا کر آنے والی نسل کی کامیابی کے لیے قدیم و جدید علوم پڑھانے کے مراکز قائم کرنے کی رغبت دی جاتی ہے۔

جب سے برطانیہ میں قدم رکھا ہے پہلے دن سے اخلاص وللّٰہیت سے جس مشن کا آغاز کیا خلوت و جلوت، رزم و بزم میں پھر اس کے لیے ہی صدائیں دیتے رہے۔ کیا مجال کہ سرِّ مُو بھی کبھی انحراف کیا ہو۔ نہایت صداقت، دیانت اور ایمانی غیرت کے ساتھ یہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔

نہ راہ سے ہٹا اور نہ مقابلے میں آنے والی طاغوتی طاقتوں اور چالوں کے سامنے جھکا۔ کیونکہ فیضان مکتب اور فیضان نظر کے نورانی ماحول میں پروان پانے والا وہ فقیر دلنواز ہے جو قلندرانہ ادا رکھتا ہے۔ جو غزالیؒ و رازیؒ کا فلسفہ جانتا ہے۔ جو صدیقیؓ عشق اور رومیؒ لہجہ رکھتا ہے۔ جو کردار میں حیدریؓ شجاعت اور حسینیؓ جرات رکھتا ہے۔

اس لیے وقت کی یزیدیت کا مقابلہ میدان عمل میں کرنے والا وہ مردِ میدان ہے جس نے ہمیشہ عقائد صحیحہ کا پرچار کیا ہے۔ جبکہ بہت سارے خانقاہوں کے سجادہ نشین اور بعض علماء رافضیت، تفضیلیت اور خارجیت کے جراثیم زدہ ہو گئے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے بھیانک سلسلے انھوں نے شروع کر دیے۔ ایسے وقت میں ہمہ وقت اور ہر جگہ صدائے حق بلند کی اور علمائے کرام کی قیادت کرتے ہوئے اس فتنہ و وباء کا مقابلہ کیا۔ عقائد حقہ اور معمولات صحیحہ کی پاسداری بھی کی، پہریداری بھی کی۔ ایک بار اجتماع میں یوں گویا ہوئے فرمایا: ''میں گمراہ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ جن کے قدم دیکھ کے میں چل رہا ہوں وہ راہنما بھی مضبوط ہیں اور میرے پشت پناہ بھی مضبوط ہیں۔،،

یہ بھی حقیقت پہ مبنی بات ہے کہ عارف باللہ ولی اللہ تلمیذ الرحمان ہوتا ہے۔ وہ نفس و شیطان کے ساتھ

ساتھ دنیا پر بھی غالب ہوتا ہے۔ ایک خاص روحانی مقناطیسی طاقت اُس کے وجود میں آ جاتی ہے کہ مخلوق خدا گرویدہ ہو جاتی ہے۔ باتوں میں تاثیر اور دعاؤں میں قبولیت ہوتی ہے۔ پاس بیٹھنے والوں کو سکون، دیکھنے والوں کو یادِ خدا اور جس کو یہ پیار سے دیکھ لیتے ہیں اسے ہمیشہ خدا یاد رہتا ہے۔ یہ سب کچھ میر محفل کے پاس آنے والے ملاحظہ بھی فرماتے ہیں اور فیض یاب بھی ہوتے ہیں۔ سلف صالحین کے کردار وعمل کی یادیں بھی تازہ ہو رہی ہیں۔ زندگی کے ہر قول وعمل سے معترضین کو جواب بھی مل رہا ہے۔

برادران اسلام! اللہ ﷻ الحیّ القیوم کی بارگاہ کے محبّ ومحبوب یہ بندگان خدا اور غلامان مصطفیٰ ﷺ بوسیلہ فیضان نبوت ﷺ الحیّ القیوم ذات ﷻ سے وہ عظیم الشان بعد از وصال شان حیات پاتے ہیں کہ اُن کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں۔ وہ ماذون من اللہ ہوتے ہیں۔ خداداد روحانی قوت واستعداد سے تصرف بھی فرماتے ہیں۔ رہنمائی، پیشوائی اور پشت پناہی بھی فرماتے ہیں۔

حضرت صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے کہ: حضور والد گرامی قبلہ عالمؒ نے بعد از وصال میری تربیت و راہنمائی زیادہ فرمائی ہے۔ اب بھی جب حالات دگرگوں ہو جاتے ہیں تو اُن کا وجود میرے سامنے آ کر میری مدد کرتا ہے۔ نیریاں شریف کے مسند نشین جب اپنے حلقہ احباب کے صدر نشین بنے پھر غوث الامتؒ نے اپنے جانشین کی ہمہ وقت یوں پیشوائی فرمائی اور پھر روحانی سرپرستی جو حضور بابا جی موہڑویؒ فرماتے رہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔

شیخ کرم کرتے ہوئے کبھی کبھی اپنے آقایان نعمت کے احسانات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ حضور شیخ العالمؒ کے اس عظیم اعزاز کے بارے میں اکثر قدموں میں بیٹھنے والے آگاہ تھے۔ تقریباً 47 سال انگلستان میں آنا جانا رہا مراکز قائم ہوئے، اعراس منعقد ہوتے رہے۔ آتے ہی چند سالوں میں UK بھر کے عوام، علماء و مشائخ اکٹھے کر کے لندن سے ہائیڈ پارک میں جشن میلاد النبی ﷺ کے بڑے جلوس کی قیادت فرمائی۔

بے شمار مساجد کی تعمیر کا افتتاح کیا۔ نئی مساجد کا جذبہ دیا۔ مسلکی غیرت جگائی۔ بدعقیدگی کی لعنت سے اہل ایمان کو بچانے کا اہتمام کیا۔ جب باطل نظریات کے حامل لوگ Tv چینلز پر بدعقیدگی کا پرچار کرنے لگے دیگر حضرات نے کئی سال لوگوں سے رقوم اکٹھی کیں لیکن قوم مایوس ہی رہی۔

نور ٹی وی کا اعلان کر دیا

آپ نے برمنگھم کی سنّی کانفرنس میں ٹی وی چینل قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ نہ جانے قدرت نے کس قدر اپنی ذات کا توکل عطا کر رکھا ہے۔ ظاہری اسباب و وسائل کچھ نہ ہوتے لیکن اتنا بڑا پروجیکٹ کا اعلان کر دیتے اور کمال بات یہ ہے کہ ظاہر بین عادت کے مطابق مایوسی پھیلاتے رہتے یہ ناممکن ہے، محال ہے۔ لیکن

تھوڑے عرصے بعد وہ زمین پہ نظر آتا۔

میڈیکل کالج، محی الدین یونیورسٹی نیریاں شریف، UK میں قائم ادارے لیکن تھوڑے عرصے میں اپنے دن رات محنت، سفر اور بیماریوں کے باوجود عوامی رابطہ میں انتھک کوشش کی اور یہاں دفاتر کے معاملات بھی حل ہوتے گئے۔ شہر شہر، گھر گھر آپ اپنے مخلصین و محبین کا حلقہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

انہی دنوں میں لگتا تھا کہ نیند اب مرشد کریمؒ سے ناراض ہی ہو گئی کہ مجھے تو اب آپ بالکل ہی وقت نہیں دیتے۔ اُن ہی دنوں ہمارے چند پیر بھائی مصر میں صالحین امت بالخصوص سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے وہاں ایک برگزیدہ نورانی وجاہت والے بزرگ اُن سے ملے جو بار بار اُن کے سر پر آستانے کی ٹوپیاں (جو انھوں نے پہنی ہوئی تھیں) دیکھتے ہوئے بڑے ہی پیار و شفقت فرماتے ہوئے دعائیں دیں اور ساتھ ہی فرمایا: تمھارے شیخ جو ٹی وی قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اس سال قائم ہو جائے گا۔ مزید بھی انھوں نے کچھ انکشافات و مقامات کا تذکرہ کیا۔ اُن سے عرض کیا گیا: کیا ہمارے شیخ سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے؟ وہ فرمانے لگے: اس طرح تو نہیں لیکن جہاں منظوری ہوتی ہے وہاں وہ بھی ہوتے ہیں اور میں بھی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں قرب و حضوری کا اعزاز اس قدر حاصل ہے کہ جب راہِ عزیمت کے اس مسافر کو مشکلات و مصائب اور کٹھن تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو بارگاہِ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ میں اَغثنی یا رسول اللہ ﷺ، اَغثنی یا نبی اللہ ﷺ کے الفاظ کے ساتھ اٹھتے، بیٹھتے استغاثے شروع کر دیتے، آنکھیں پرنم رہنے لگتیں۔ عجیب سا سرور محفل پر طاری ہو جاتا اور موجود نعت خوان سے فرماتے: کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کا یہ کلام پڑھیں۔ جیسے ہی کلام شروع ہوتا تو بے ساختہ عشق و حضوری کی کیفیات میں آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی۔ پڑھنے والے کی ہر شعر میں ہمنوائی بھی فرماتے:

اے شافع امم ﷺ شہ ذی ﷺ! جا لے خبر
للہ لے خبر میری للہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ ﷺ لے خبر

اہل عمل کو اُن کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے ﷺ سوا آ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا ﷺ